وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا

بفضل الله العظيم وكرمه العميم قد انطبع هذا الكتاب الضخيم الغنى

استخرج هذا الدرر الغرر من بحور افكاره الابهر من هو عارف معارف النصوص والآثار [illegible]

الدر اليتيم في ايمان آباء النبي الكريم

معه ترجمته الهندیه

من خلفه الذکی اللبیب الحری الاریب فی المجد الاثیل والفضل الجلیل خلف سلف الاخر

المولوی محمد تقی حیدر لازالت لوامع علومه مشرقة کاشراق الازهر

تحت ادارة صاحب الصدق والیقین المولوی محمد وسیم الدین رزقه الله قسطا جزیلا من فیوض خضرة المبین

فی المطبع المیمونیه بریاست رامفور المحمیة

تعداد جلد ۳۰۰ — قیمت فی جلد ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان من جعل رسوله صلی الله علیه
وسلم واسطة العقد بین مدارج الوجوب
ومدارك الامكان مرج البحرین یلتقیان
بینهما برزخ لا یبغیان واوجد الكائنات
له وهداهم لاجله واعطاه ما لم یعط احداً
من قبله ارسله الی الناس كافةً بشیراً
ونذیراً وداعیاً الی الله باذنه وسراجاً منیراً
والصلوة والسلام علی من عاداته العبادات
والعبادات له عادات لطیفة قلبه بیت الله
بل الحق انه ادون من الله واعلی مما سوی
الله وعلی اله الامناء واصحابه العظماء۔
وبعد۔ فما زلت مشغوفاً وولهاناً بان

پاک ہے وہ ذات جسنے اپنے رسول صلعم کو وجوب اور امکان
مین واسطہ بنایا دو دریا جاری کیے جو آپس مین ملتے ہین
اور اون مین ایک برزخ ہے جو اونکو بڑہنے نہین دیتی اور
کاینات کو آپکے لیے موجود کیا اور آپ ہی کے سبب سے
اونکو ہدایت کی اور آپکو وہ دیا جو آپ سے پہلے کسی کو
نہین دیا اور آپکو سب کی طرف ڈرانے اور بشارت دینے والا
اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن بناکر بھیجا۔
اور درود و سلام آپ پر کہ آپکی عادتین عبادت اور
عبادتین عادت ہین آپ کا لطیفۂ قلب بیت اللہ ہے
بلکہ سچ یہ ہے کہ آپ اللہ سے کم اور ماسوے اللہ سے
اعلےٰ ہین اور آپ کی اولاد امین اور اصحاب عظیم پر۔
امابعد۔ مجکو ہمیشہ سے اس بات کا ذوق و شوق تہا

احرر فی ایمان اٰباء رسول الانس والجان
واقرره باٰیة محکمة ونص منصوصة سیما لما
شرفنی الله باٖمعان النظر فی تفسیر هذه
الاٰیة الکریمة وقضی ربک ان لا تعبدوا
الا ایاه وبالوالدین احسانا وقل رب ارحمهما
ازدادت لی شوقا من حسن تلک السوق
فخلجت ببالی ان منیتی فیه مشکورة واو منیتی
فیه مستورة حتی یسر الله لی تحریر تلک المبانی
الاقدسیة وتقریر تلک المعانی القدسیة
فیا ایها الناظر ما ظنک بهذا النظام الباهر
هذه لتسوید سدید وجید جدید لمن
کان له قلب او القی السمع وهو شهید
لحظات سرقناها من ایادی الدهور
والازمان وسمحات تنبهناها من مجالی
افکار ذوی العرفان کتاب فضله علی سائر
الکتب العمیم لان اسمه **دُرّ الیتیم**
فی ایمان اٰباء النبی الکریم فها
انا اشرع فی المقصود مترجما علی مقدمة
وفصول وخاتمة ۔

کہ مین ایمان ابوین آنحضرت صلعم مین کچھہ لکھون اور اوسے
آیت محکم ونص قطعی سے مضبوط کرون خصوصا جب
اللہ تعالی نے مجکو اس آیۂ کریمہ مین غور کرنے کا
شرف دیا کہ اللہ نے حکم دیا کہ سوا اوسکے کسی کی عبادت
نہ کرو اور ماں باپ سے احسان کرو اور کہو کہ ای پروردگار
اونپر رحم کر ۔ تو اسے دیکھکر میرا شوق اور بڑہ گیا میرے
دل مین آیا کہ میرا مقصود اس آیت مین پوشیدہ اور
میری کوشش اس امر مین مشکور ہے ۔ آخر اللہ نے ان معانی
اقدس ومطالب مقدس کا لکھنا وبیان کرنا مجپر آسان
کر دیا لہذا اے ناظر تیرا اس عمدہ سالہ کی بابت کیا
خیال ہے یہ اونکے لیے جنکو قلب اور گوش شنوا دیے گئے
ہون قوی تحریر وچست سند ہے اسے چند گھڑیون مین
مین نے صاحبانِ عرفان کے افکار سے جمع کیا
اور یہ کتاب ایسی ہے جو تمام عام کتابون سے اسلیے
بزرگ ہے کہ اس کا نام **دُر الیتیم فی ایمان**
آباء النبی الکریم ہے اب مین اسے
ایک مقدمہ اور چند فصلون اور ایک خاتمہ
پر مرتب کر کے مقصد بیان کرنا شروع کرتا
ہون ۔

اما المقدمة ففی نسبه الطاهر وحسبه
الطاهر فهو سید الاولین والآخرین وخاتم
النبیین والمرسلین محمد ابن عبد الله کما
فی الحدیث عن انس انا محمد بن عبد الله
بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف
بن قصی بن کلاب بن مرة بن کعب بن لوی
بن غالب بن فهر بن مالک بن نضر بن کنانه
بن خزیمه بن مدرکه بن الیاس بن مضر
بن نزار بن معد بن عدنان الحدیث ۵
وکم اب قد علی بابن ذی شرف ٭ کما
علت برسول الله عدنان - الی ههنا مجمع علیه
وفی ما فوق ذلک الی آدم خلاف لا نتجاوز عنه
قال ابن دحیة اجمع العلماء علی ان رسول الله ﷺ
انما انتسب الی عدنان ولم یتجاوز عنه وعن
ابن عباس انه صلعم کان اذا انتسب
لم یجاوز عن معد بن عدنان ثم یمسک ویقول
کذب النسابون مرتین او ثلثا رواه فی مسند
الفردوس لکن قال السهیلی الاصح فی هذا
الحدیث انه من قول ابن مسعود وقال

مقدمہ - آپکے نسب طاہر وحسب طاہر کے بیان مین
آپ سید اولین وآخرین وخاتم النبیین والمرسلین
محمد بن عبد اللہ ہین چنانچہ حدیث مین حضرت انس سے
مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین محمد بن عبد اللہ
بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی
بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب
بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ
بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد
بن عدنان ہون ۵ اور کون باپ بیٹے کی
بزرگی سے ایسا بزرگ ہوا جیسے عدنان رسول اللہ صلعم
کی وجہ سے بزرگ ہوے یہان تک نسب متفق علیہ ہے
اسکے اوپر تا حضرت آدم اختلاف ہے ہم اوس سے
آگے نہین بڑہتے - ابن دحیہ نے کہا ہے کہ علما نے
اسپر اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنا نسب عدنان
تک بیان کیا اور اس سے آگے نہین بڑہے اور حضرت
ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم جب اپنا نسب بیان
فرماتے تہے تو معد بن عدنان پر رک جاتے اور دو تین بار فرماتے
تہے کہ نسب بیان کرنیوالے جہوٹ بولے یہ حدیث مسند الفردوس
مین ہے لیکن سہیلی کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ ابن مسعود کا قول ہے

فیرہ کان ابن مسعود اذا قرء قوله تعالی
الم[۵] یاتکم نباء الذین من قبلکم قوم نوح وعاد
وثمود والذین من بعدهم لا یعلمهم الا الله
قال کذب النسابون یعنی انهم یدعون علم
الانساب ونفی الله تعالی علمها عن العباد
وروی عن ابن عمر انه قال انما ننتسب الی
عدنان وما فوق ذلك لا ندری ما هو
وعن ابن عباس ان بین عدنان واسمعیل
ثلثون ابا لا یعرفون وقال عروة بن الزبیر
ما وجدنا احدا یعرف بعد معد بن عدنان
وکلام حافظ الیعمری وابن حجر العسقلانی
والقسطلانی وغیرهم صریح فی ان من عدنان
الی اسمعیل ومن ابراهیم الی آدم خلاف
ثم اختلف فی کراهة رفع النسب من عدنان
الی آدم فذهب ابن اسحق وابن جریر وغیرهما
الی جوازه وعلیه البخاری وغیره من العلماء
وذهب جمع من اهل العلم الی کراهة ذلك
منهم مالك فانه لما سئل عن الرجل یرفع

اور غیر سہیلی نے کہا کہ جب ابن مسعود آیۃ الم یاتکم نباء
الذین الخ پڑھتے تھے تو کہتے تھے کہ نسب بیان کرنیوالے
جھوٹ بولے یعنی وہ لوگ علم انساب کا دعوی کرتے ہین حالانکہ
اللہ نے بندون سے اس علم کی نفی کی حضرت عمر سے
مروی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم عدنان تک انتساب
کرتے ہین اور اسکے اوپر نہین جانتے کہ کیا ہے۔
حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ عدنان واسمعیل کے
درمیان تیس ۳۰ واسطے ہین جنکے نام نہین معلوم اور عروہ
بن زبیر نے کہا کہ مین نے ایسا کسی کو نہین پایا جو عدنان
کے بعد جانتا ہو۔ حافظ یعمری وابن حجر عسقلانی وقسطلانی
وغیرہ کا قول صریح یہ ہے کہ عدنان سے حضرت اسمعیل
اور حضرت ابرہیم سے حضرت آدم تک اختلاف ہے
پھر عدنان سے حضرت آدم تک نسب بیان کرنے
کی کراہت مین اختلاف کیا ہے ابن اسحاق وابن
جریر وغیرہ اسکے جواز کی طرف گئے ہین اور اسی پر بخاری
اور اور علما ہین اور بعض علما۔ اسکے مکروہ ہونے کی طرف
گئے ہین اونہین مین مالک بھی ہین چنانچہ اون سے
جب یہ پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنا نسب حضرت

[۵] کیا تمکو خبر نہین اون لوگوں کی جو تمسے پہلے تھے قوم نوح وعاد اور ثمود اور وہ لوگ جو اونکے بعد تھے اونکی گنتی سوای خدا کے کوئی نہین جانتا ۱۲

نسبه الی آدم فکره ذلك وقال من یخبره به
وقد وردت آثار تفید منع رفع النسب من
عدنان الی آدم منها ما ورد عنه صلعم انه
قال لا تجاوزوا عن معد ابن عدنان قال
ابو الفدی وسبب الاختلاف فیما بین عدنان
وآدم ان قدماء العرب لم یکونوا اصحاب
کتب یرجعون الیها وانما کانوا یرفعون الی
حفظ بعضهم من حفظ بعض وقال ابن خلدون
ولعل الخلاف انما جاء من قبل اللغة لان
الاسماء ترجمت من العبرانیة انتهی وقال
ابن الجوزی ان الیهود اختلفوا اختلافاً
متفاوتاً فیما بین آدم والنوح وفیما بین الانبیاء
من السنین وهذا هو سبب الاختلاف وقال
ابن خلدون ان الآباء بینه وبین اسمعیل
غیر معروفة وتنقلب فی غالب الامر مختلطة
مختلفة بالقلة والکثرة فی العدد فاما نسبته
الیه فصحیحة فی الغالب انتهی وفی سبائك
الذهب لابی الفوز محمد بن امین السویدی
البغدادی وقد انتسب صلعم الی عدنان

آدم تک بیان کرتا ہے تو اونکو برا معلوم ہوا کہنے لگے
کہ اوسکو اسکی خبر کس نے دی اور بیشک ایسی حدیثین
وارد ہین جو عدنان سے حضرت آدم تک نسب
ملانے کو منع کرتی ہین اون مین سے یہ حدیث ہی
کہ آپ نے فرمایا کہ معد بن عدنان سے آگے نہ بڑہو
ابو الفدی نے کہا کہ اس اختلاف کا سبب یہ ہے
کہ اگلے عرب لکھے پڑہے نہین ہوتے تہے بلکہ بعض
بعض سے سنکر یاد کر لیتے تہے ابن خلدون نے کہا
کہ شاید اختلاف لغوی ہو اس لیے کہ عبرانی زبان سے
نام ترجمہ کیے گئے ہین انتہے ابن جوزی نے کہا کہ
یہود نے حضرت آدم و نوح کے درمیان بڑا اختلاف
کیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے سنون مین بہی
اور یہی سبب اختلاف ہے اور ابن خلدون نے کہا کہ
عدنان اور حضرت اسمعیل کے درمیان مین جو واسطے ہین
وہ مشہور نہین اور اکثر اوقات گڑبڑ اور مختلف ہو کر
گہٹ بڑہ جاتے ہین لیکن حضرت اسمعیل کی طرف
اونکی نسبت غالباً صحیح ہے انتہے۔ سبائک الذہب مولفہ
ابی الفوز محمد بن امین سویدی بغدادی مین ہے
کہ رسول اللہ صلعم نے عدنان تک انتساب کیا ہے

هذا كما روى ذلك البيهقي وابن عساكر عن
انس وهو المتفق عليه بين النسابين واما
النسب من عدنان الى آدم فقد وقع الاختلاف
فيه قال الحافظ شرف الدين الدمياطي
من بعد ان ساق هذا النسب هكذا اساقه
ابو علي محمد بن اسعد ابن علي النسابه
وقال هذه اصح الطرق واحسنها واوضحها
وهي روايت شيوخنا في النسب انتهى
فالذي ينبغي لنا الاعراض عما فوق عدنان
لما فيه من التخليط والتغيير للالفاظ مع
قلة الفائدة كما في المواهب اللدنية وقال
بعض المحدثين بل فيه احتمال الغلط
فينسبه الى غير ابيه فيقع في الكذب كما
يفهم من الحديث بل ينجر الى الشتم لان
نسبة المرء الى غير ابيه شتم وتغيير له بل يلزم
منه القذف والله اعلم اقول المراد من
نفي علمهم نفي العلم التفصيلي باسمائهم
وهو لا ينافي علمها اجمالا وعلم احكامهم فانا
نعلم ان آباء النبي صلعم الى آدم كلهم مسلمون

جیساکہ بیہقی وابن عساکر نے حضرت انس سے روایت
کی اور یہ نسابین مین متفق علیہ ہے لیکن عدنان سے
حضرت آدم تک نسب مین البتہ اختلاف ہے حافظ
شرف الدین دمیاطی نے بعد بیان نسب کے کہا کہ
اسی طرح سے اسے ابو علی محمد بن اسعد ابن علی نسابہ نے
بیان کرکے کہا کہ یہ سب سے زیادہ صحیح و بہتر ہے اور
نسب مین ہمارے شیوخ کی یہی روایت ہے انتہی -
لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم عدنان سے آگے نہ بڑہین کیونکہ
اوسمین باوجود کمی فائدہ الفاظ بدلے اور ملے ہوے ہین
جیساکہ مواہب لدنیہ مین ہے اور بعض محدثین نے کہا
کہ اسمین غلطی کا احتمال ہے کہ غیر باپ کی طرف منسوب
کرکے جھوٹ مین پڑجاے جیساکہ حدیث سے معلوم
ہوتا ہے بلکہ منجر بشتم ہوجاتا ہے کیونکہ مرد کو اوسکے باپ کے
علاوہ کسی اور سے منسوب کرنا شتم و تغییر ہے اور اس سے
حد قذف لازم آتی ہے واللہ اعلم - مین کہتا ہون کہ مراد
اونکی نفی علم سے اونکے اسماء کے علم تفصیلی کی نفی ہے جو
اوسکے علم اجمالی اور اونکے علم احکام کی منافی نہین
کیونکہ ہم جانتے ہین کہ آنحضرت صلعم کے آباء و اجداد
حضرت آدم تک سب مسلمان تھے جیساکہ بیان

كما ياتي وان لم نعلم اسمائهم وهذا السلسلة الشريفة العالية ذات العزة والكرامة والشرف والجلالة والنبوة والرسالة خيرة خلق الله وصفوة عباد الله طهرهم وزكاهم ونزههم وذلك لسيد الاولين والآخرين صلى الله عليه وزاده شرفا لديه۔

الفصل الاول۔ قوله تعالى وقضى ربك ان لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا اما يبلغن عندك الكبر احدهما اوكلاهما فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا في الدر المنثور اخرج ابن جرير وابن المنذر من طريق علي ابن ابي طلحة عن ابن عباس في قوله وقضى ربك قال امر واخرج ابن المنذر عن مجاهد في قوله تعالى وقضى ربك ان لا تعبدوا الا اياه قال عهد ربك ان لا تعبدوا

ہوگا اگرچہ ہمکو اون سب کے نام نہ معلوم ہوں۔ اور یہ سلسلہ شریفہ عالیہ معزز و مکرم و صاحب شرف و جلالت و نبوت و رسالت ہے تمام مخلوق سے بہتر اور بندگان حق میں سبکا خلاصہ ہے اللہ تعالی ذات سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے برگزیدہ و مقدس کیا اور آپ ہی کی وجہ سے اونکی زیادہ بزرگی کی

فصل اول

اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ وقضی ربک الخ[1] در منثور میں ہے کہ ابن جریر و ابن منذر طریق علی ابن ابی طلحہ سے اونہوں نے حضرت ابن عباس سے وقضی ربک کے متعلق یہ روایت کی کہ اس کے معنی امر کے ہیں اور ابن منذر نے مجاہد سے اسی آیت کے متعلق یہ روایت کی کہ اونہوں نے کہا کہ تیرے پروردگار نے اس کا عہد لیا کہ بجز اوس کے اور کسی کی عبادت نہ کرو۔ ابن ابی حاتم نے حسن سے وبالوالدین احسانا میں روایت کی کہ احسان بمعنی نیکی ہے میں کہتا ہوں

---

[1] اور حکم دیا تیرے پروردگار نے کہ بجز اوسکے کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے بھلائی کرو اگر وہ تمہارے سامنے بوڑھے ہو جائیں ایک یا دونوں تو اونہہ نہ کرو اور نہ اون کو جھڑکو اور اون سے ادب سے بات کرو اور اون کے سامنے اپنا سر عاجزی سے جھکا دو اور کہو اے پروردگار ان دونوں پر رحم کر جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھکو پالا ۱۲

الا ایاه واخرج ابن ابی حاتم عن الحسن فی
قوله وبالوالدین احسانا یقول برًّا۔ اقول
هذه الآیة ظاهرة مفسرة منصوصة فی
اسلام والدی رسول الله الی آدم اما قولی
ظاهرة فلان الظاهر ما ظهر المراد منه بنفس
الصیغة کذا فی الحسامی وهو تعالی امره صلعم
حقیقة بالاحسان الی الوالدین وبالدعاء بالرحمة لهما
وهو ظاهر لفظ الآیة بلا اخفاء فان قیل
قد اختلف فی اسلام والدی صلعم اخذ اهما
قیل ان بعض الآیات والاحادیث تقتضی
عدم اسلامهما فکیف تبقی الظاهر علی حقیقته
اقول من قال بکفرهما فلا یعباء بقوله لان
عبارة هذه الآیة تدل بنفسها علی اسلامهما
فمن قال ذلک بمجرد الاحتمال فلا یسمع حتی
یورد الدلیل کما هو قاعدة الاصول من ان
الظاهر توجب الحکم قطعاً والدلائل التی
ذکروها مجروحة مردودة۔ منها آیة ولا
تسئل عن اصحاب الجحیم قالوا انها نزلت
فی والدیه صلعم ففی الدر المنثور اخرج وکیع وسفیان

کہ یہ آیت آنحضرت صلعم کے والدین اور حضرت آدم
تک کے اسلام کے لیے مفسر و منصوص ہے۔
لیکن میرا قول ظاهرة اسلیے ہے کہ ظاہر وہ ہے
جس سے بنفس صیغہ مراد ظاہر ہو جیسا کہ حسامی مین ہے
اور اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو والدین کے ساتہ احسان
اور اونکے لیے دعاے رحمت کرنیکا حقیقتاً حکم دیا او
یہ لفظ آیت سے صاف ظاہر ہے اگر یہ کہا جاے کہ
آنحضرت صلعم کے والدین کے اسلام مین بعض آیات
واحادیث کو جو اونکی عدم اسلام کی مقتضی ہین لیکر اختلاف
کیا گیا ہی پہر ظاہر لفظ اپنی حقیقی معنی پر کیسے دلالت کریگا تو
مین کہتا ہون کہ اونکے قائل کفر کا قول نہ مانا جائیگا کیونکہ
اس آیت کی عبارت بذاتہا اونکے اسلام پر دلالت
کرتی ہے لہذا جو کوئی بمجرد احتمال یہ کہے گا تو اوسکا
قول حسب قاعدہ اصولی تا وقتیکہ وہ کوئی دلیل
نہ لاے نہ سنا جائیگا کیونکہ ظاہر حکم کو قطعاً واجب کرتا ہے
اور جو دلائل اونہون نے بیان کیے ہین وہ مجروح
و مردود ہین۔ اونہین دلائل مین سے آیت ولا
تسئل عن اصحاب الجحیم ہے کہتے ہین کہ
یہ والد آنحضرت صلعم کے حق مین اوتری در منثور مین ہے کہ وکیع و سفیان

ابن عیینه وعبد الرزاق وعبید بن حمید وابن
جریر وابن منذر عن محمد بن کعب القرظی قال
قال رسول الله صلعم لیت شعری ما فعل
ابوای فنزل انا ارسلناک بالحق بشیرا ونذیرا
ولا تسئل عن اصحاب الجحیم فما ذکرهما حتی توفاه
الله قلت هذا مرسل ضعیف الاسناد انتهی
واخرج ابن جریر عن داؤد عن ابن ابی عاصم
ان النبی صلعم قال ذات یوم این ابوای فنزلت
قلت والاخر معضل الاسناد ضعیف لا یقوم به
ولا بالذی قبله حجة انتهی ما فی الدرر
ومنها آیة ما کان للنبی[۱] والذین آمنوا ان
یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی القربی من بعد
ما تبین لهم انهم اصحاب الجحیم نزلت فی والدیه
ففی الدر المنثور اخرج ابن ابی حاتم والحاکم وابن
مردویه والبیهقی فی الدلائل عن ابن مسعود
قال خرج رسول الله صلعم یوما الی المقابر فاتبعناه
فجاء حتی جلس الی قبر منهم فناجاه طویلا
ثم بکی فبکینا لبکائه ثم قام فقام الیه عمر فدعاه

ابن عیینه وعبد الرزاق وعبید بن حمید وابن جریر
وابن منذر نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہ معلوم میرے ماں باپ کے
ساتھ کیا ہوا اوس وقت آیت انا ارسلناک بالحق الخ
اوتری پھر آپ نے اونکو مدۃ العمر یاد نہ فرمایا۔ مین کہتا ہون
یہ حدیث مرسل ضعیف الاسناد ہے اور ابن جریر نے
داود سے اونہون نے ابن ابی عاصم سے روایت کی
کہ نبی صلعم نے ایک روز فرمایا کہ میرے ماں باپ کہاں ہین
تب آیت اوتری میری نزدیک دوسری حدیث معضل الاسناد
ضعیف ہی اس سے یا اس سی قبل والی حدیث سے
کوئی حجت قائم نہین ہو سکتی انتہے ما فی الدرر۔ اور
اونہین دلائل مین سے یہ آیۃ ہے کہ ما کان للنبی الخ
آپکے والدین کے حق مین اوتری در منثور مین ہی کہ ابن
ابی حاتم وحاکم وابن مردویہ وبیہقی نی دلائل مین ابن مسعود سے
روایت کیا کہ آنحضرت صلعم ایک روز قبرستان کی طرف تشریف
لے گئے ہم بھی آپکے پیچھے گئے آپ جاکر ایک قبر کے قریب بیٹھ گئے
اور دیر تک مناجات کی پھر روئے ہم بھی روئے پھر آپ کھڑے
ہوئے اور حضرت عمر کھڑے ہوکر آپکے قریب گئے آپنے پہلے انکو

[۱] نبی اور مسلمانونکو اختیار نہین ہی کہ مشرکین کے لیے مغفرت چاہین بعد اسکے کہ انہین ظاہر ہوچکا کہ وہ دوزخی ہین اور اگرچہ انکے قرابت دار ہون ۱۲

ثم دعانا فقال ما ابكاكم قلنا ابكينا لبكائك قال
ان القبر الذي جلست عنده قبر امي آمنة
واني استاذنت ربي في زيارتها فاذن لي واني
استاذنت ربي في الاستغفار لها فلم ياذن لي
وانزل علي ما كان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا
للمشركين ولو كانوا اولي قربى فاخذني ما ياخذ
الولد للوالدة من الرقة فذلك الذي ابكاني
ومنها ما اخرج ابن مردويه عن بريدة قال كنت
مع النبي صلعم اذ وقف على عسفان فنظر يمينا
وشمالا فابصر قبر امه آمنة ورد الماء فتوضأ
ثم صلى ركعتين ودعا فلم يفجأنا الا وقد علا بكاؤه
فعلا بكاءنا لبكائه ثم انصرف الينا فقال ما الذي
ابكاكم قالوا ابكيت فبكينا يا رسول الله قال وما
ظننتم قالوا ظننا ان العذاب نازل علينا بما
نعمل قال لم يكن من ذلك شيء قالوا فظننا ان
امتك كلفت من الاعمال ما لا يطيقون فرحمتها
قال لم يكن من ذلك شيء ولكن مررت بقبر امي
آمنة فصليت ركعتين فاستاذنت ربي ان
استغفر لها فزجرت زجرا فعلا بكائي ثم دعا براحلته

پہر ہم سبکو بلا کر پوچہا کہ تم کیوں روئے ہمنے کہا کہ ہم آپکو روتا
دیکہکر روئے آپنے فرمایا کہ میں جس قبر کے پاس بیٹہا تہا وہ میری ماں
آمنہ کی قبر تہی میں نے پروردگار سے اوسکی زیارت کی اجازت
مانگی تو مجکو اجازت ملی پہر جب اونکے لیے استغفار کی اجازت
مانگی تو نہ ملی اور یہ آیت اوتری کہ ما کان للنبی الخ لہذا
ماں کی تکلیف سے جیسا رنج اولاد کو ہوتا ہے مجکو بہی ہوا
اسی لیے میں رویا - اور اونہیں دلائل میں سے یہ حدیث ہے
جو ابن مردویہ نے بریدہ سے روایت کی کہ میں عسفان میں آنحضرت صلعم
کے ساتہ تہا آپنے وہاں ٹہر کر دہنے بائیں دیکہا تو آپکو اپنی والدہ
آمنہ کی قبر دکہائی دی آپنے پانی منگا کر وضو کیا پہر دو رکعتیں
پڑہکر دعا مانگی تو ہم اوسوقت چونکے جب آپکے رونیکی آواز بلند ہوئی
تب ہم بہی زور سے روئے آپنے ہم سے پوچہا کہ تم کیوں روئے ہم نے کہا
کہ یا رسول اللہ آپ روئے تو ہم بہی روئے آپنے فرمایا کہ تم کیا سمجہے
عرض کیا کہ یہ سمجہے کہ عذاب الہی ہمپر بوجہ ہماری اعمال کے نازل ہے
آپنے فرمایا کہ یہ بات نہیں تہی سب نے کہا کہ پہر شاید آپکی امت کے
اعمال خارج از طاقت کی تکلیف دیگئی ہے جسپر آپکو رحم آیا ہے
آپنے فرمایا کہ یہ بہی نہیں بلکہ میں اپنی والدہ آمنہ کی قبر پر
گذرا اور دو رکعت نماز پڑہکر خدا سے اونکے لیے اجازت استغفار
چاہی تو جہڑکا گیا اسلیے وفور میں میری آواز بلند ہوگئی پہر سوار

فركبها فما سارا لاهنية حتى قامت الناقة لثقل
الوحي فانزل الله ما كان للنبي والذين آمنوا ان
يستغفروا للمشركين الآيتين. منها ما اخرج ابن
المنذر والطبراني والحاكم وصححه وتعقبه الذهبي
عن ابن مسعود قال جاء ابنا مليكة وهما من
الانصار فقالا يا رسول الله ان امنا كانت تحفظ
على البعل وتكرم الضيف وقد ماتت في الجاهلية
فاين امنا قال امكما في النار فقاما وقد شق
ذلك عليهما فدعاهما رسول الله صلعم فرجعا
فقال الا ان امي مع امكما فقال منافق من الناس
وما يغني هذا عن امه الا ما يغني ابنا مليكة
عن امهما ونحن نطاء عقبيه فقال شاب من
الانصار منه يا رسول الله واين ابواك فقال
رسول الله صلعم ما سألتهما ربي فيعطيني منهما
وفي لفظ فيطمعني فيهما واني لقائم يومئذ المقام
المحمود الحديث انتهى ما في الدر. ومنها
ما روى مسلم من طريق حماد بن سلمة عن ثابت
عن انس ان رجلا قال يا رسول الله صلعم اين
ابي قال في النار فلما قفا دعاه فقال ان ابي وأباك

منگا کر سوار ہوئی اور آہستہ چلی یہانتک کہ ناقہ وحی کی گرانی
سے ٹھہر گیا تب یہ آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی الخ۔ اور
اونہیں دلائل میں سے یہ حدیث ہے جو ابن منذر و طبرانی
و حاکم نے صحیح سمجھکر روایت کی اور ذہبی نے اوسکا تعقب کیا
حضرت ابن مسعود سے اونہوں نے کہا کہ ملیکہ کے بیٹے جو انصاری
تھے آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہماری ماں شوہر کی حفاظت
اور مہمان کی مہمانداری کرتی تھی اور وہ جاہلیت میں مرگئی
تو اب وہ کہاں ہے آپنے فرمایا کہ دوزخ میں وہ اوٹھہ کھڑے ہوئے
اور اونکو یہ ناگوار ہوا پھر اونکو رسول اللہ صلعم نے بلایا وہ آئے تو
فرمایا کہ میری ماں بھی تمہاری ماں کے ساتھ ہے تب ایک
منافق نے کہا کہ کیا یہ بھی (آنحضرت صلعم) اوسی قدر اپنی
والدہ کے کام آئے جسقدر ملیکہ کے بیٹے اپنی ماں کے اور ہم ان کے
(آنحضرت صلعم کے) پیچھے ہیں پھر ایک جوان انصاری نے کہا کہ یا رسول اللہ
اور آپکے والدین کہاں ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ اونکے لیے جو کچھ خدا سے
مانگونگا وہ مجھکو دیگا (اور ایک روایت میں لفظ فیطمعنی ہے)
اور میں بیشک اوس روز مقام محمود میں کھڑا ہونگا انتہی ما فی الدر
اور اونہیں دلائل سے یہ حدیث ہے جو مسلم نے طریق حماد سے
اور اونہوں نے ثابت سے اونہوں نے انس سے روایت کی کہ ایک شخص نے
کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا دوزخ میں جب لوٹا

فی النار- قلت اما قولهم ان ایة ولا تسئل عن اصحٰب الجحیم نزلت
فی والدیه فمردود بابطال الاحتجاج بالحدیثین
الواردین فی ذلک کما قال السیوطی فی الدر
فی الحدیث الاول منهما قلت هذا مرسل ضعیف
الاسناد وقال فی الثانی منهما قلت والاٰخر معضل
الاسناد ضعیف لا تقوم به ولا بالذی قبله حجة
انتهی کلامه وقال هو ایضًا فی حاشیته علی البیضاوی
عند تفسیر هذه الاٰیة قوله یعنی البیضاوی نهی
رسول الله صلعم عن حال ابویه قال الشیخ ولی الدین
العراقی لم اقف علیه فی حدیث- اقول ونعما
فعل فانه لم یرد فی ذلک الا اثر معضل ضعیف
الاسناد فلا یعول علیه والذی یقطع به ان الاٰیة
فی کفار اهل الکتاب کالاٰیات السابقة علیها
والتالیة لها وقرر ذلک بابلغ تقریر فی مسالک
الحنفاء فی والدی المصطفی وقال الشیخ الشبراملسی
فی حاشیة المواهب فی مبحث ایمان ابویه صلعم
عند ذکر حدیث لیت شعری ثم رایت فی مسالک
الحنفاء للجلال الدین السیوطی ان حدیث
لیت شعری ما فعل ابوای فنزلت الاٰیة لم یخرج

تو پہر اوسکو بلاکر فرمایا کہ میرا اور تیرا باپ دوزخ میں ہی مگر میرے
نزدیک اونکا قول کہ آیۃ ولا تسئل الخ والدین آنحضرت کے حق
میں اوتری یہ مردود ہی اسلیے کہ وہ دونوں حدیثیں جنسے حجت لائی گئی
باطل ہیں جیسا کہ سیوطی نے درمنثور میں متعلق حدیث اول کہا کہ
میرے نزدیک یہ مرسل ضعیف الاسناد ہی اور دوسری کی متعلق کہا
کہ یہ معضل الاسناد ضعیف ہے اس سے یا اس سے پہلی والی حدیث سے
کوئی حجت نہیں قایم ہوسکتی کلام سیوطی تمام ہوا اونہیں نے
حاشیہ بیضاوی میں اس آیہ کی تفسیر میں کہا کہ بیضاوی کا
یہ قول کہ آنحضرت صلعم اپنے والدین کی حال سے روکے گئی تو شیخ ولی الدین
عراقی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کون حدیث ہے میں کہتا ہوں
کہ کیا خوب کیا ہی کیونکہ اسکی متعلق کوئی حدیث بجز حدیث معضل
ضعیف الاسناد کی مروی نہیں تو اسکا اعتبار نہیں اور جس سے
یقینی قطع ہوتی ہی وہ یہ ہی کہ یہ آیۃ آیات سابقہ اور لاحقہ کی طرح
کفار اہل کتاب کے حق میں ہی اور اسکی متعلق نہایت بلیغ
تقریر مسالک الحنفاء فی والدی المصطفے میں کی گئی اور شیخ
شبراملسی نے حاشیہ مواہب میں مبحث ایمان والدہ آنحضرت صلعم میں
حدیث لیت شعری کے ذکر میں کہا ہی کہ پہر میں نے مسالک
الحنفاء مصنف جلال الدین سیوطی میں دیکہا کہ حدیث لیت
شعری الخ یہ کسی معتمد حدیث کی کتاب میں نہیں نکلی

فی شیء من کتب الحدیث المعتمدة وانما ذکره فی
بعض التفاسیر بسند منقطع لا یحتج به ولا یعول
علیه ثم ان هذا مردود بوجوه اخر من جملة الاصول
والبلاغة واسرار البیان انتهی ما ذکر فی الحاشیة
وفی رسالة عبد الحلیم ابن حاتم بن عمر بن اسحاق
بن فرید بن رکن الدین ابن مبارک فی بیان
اسلام ابوی النبی صلعم قال وحدیث یا لیت
شعری لم یخرج فی شیء من کتب الحدیث مع انه
معارض لما اخرجه ابن الجوزی من حدیث
علی مرفوعاً هبط جبرئیل علیّ فقال ان الله یقرئک
السلام ویقول انی حرمت النار علی صلب انزلک
وبطن حملک وحجر کفلک انتهی واما قولهم آیة
ما کان للنبی الخ نزلت فی حق ابویه فمردود بانها
نزلت فی حق المشرکین وسبب نزولها ان النبی صلعم
کان یستغفر لعمه ابی طالب وان بعض الصحابة
کان یستغفر لوالدیه وهما مشرکان اخرج البخاری
ومسلم واحمد بن ابی شیبة والنسائی وابن
جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ
وابن مردویه والبیهقی فی الدلائل عن سعید

بلکہ اسکو بعض تفسیرون مین بسند منقطع ذکر کیا ہی جس سے کوئی
حجت لائی جا سکتی اور نہ وسپر خیال ہو سکتا ہی علاوہ برین
یہ کہی وجہون سی منجملہ اصول و بلاغت و اسرار بیان مردود
ہی مضمون مذکورہ حاشیہ ختم ہوا رسالہ عبد الحلیم بن حاتم
بن عمر بن اسحاق بن فرید بن رکن الدین ابن مبارک مین
جو بیان اسلام والدین آنحضرت صلعم مین ہی لکھا ہی کہ حدیث
یا لیت شعری کسی حدیث کی کتاب مین نہین نکلی
علاوہ برین اوس حدیث کی معارض ہی جو ابن جوزی نے
حدیث علی سے مرفوعاً روایت کی کہ جبرئیل مجہپر اوترے اور
کہا کہ اللہ نے آپسے بعد سلام یہ کہا ہی کہ مین نے دوزخ حرام
کی اوس پشت پر جسنے تجکو اوتارا اور اوس شکم پر جسنے تجکو اوٹھایا
اور اوس گود پر جسنے پرورش کی انتہے لیکن اونکا یہ قول کہ آیت
ما کان للنبی الخ والدین آنحضرت صلعم کے بارہ مین اوتری
تو یہ مردود ہی کیونکہ یہ آیت مشرکین کے حق مین اوتری
جسکا شان نزول یہ ہی کہ جیسے آنحضرت صلعم اپنے چچا ابی طالب
کے لیے استغفار کرتے تھے ویسے بعض صحابہ بہی اپنے مشرک والدین
کے لیے استغفار کرتے تھے بخاری و مسلم و احمد و ابن ابی شیبہ
و نسائی و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم
و ابو الشیخ و ابن مردویہ و بیہقی نے دلائل مین سعید

بن المسيب عن ابيه قال لما حضرت ابا طالب
الوفاة دخل النبي عنده الى ان قال لاستغفرن
لك ما لم أنه عنك فنزلت ما كان للنبي وروي
ذلك عن علي وعمر ابن دينار ومحمد ابن كعب
القرظي وسعيد بن مسيب والقتادة والحسن
واخرج الطيالسي وابن ابي شيبة واحمد والترمذي
والنسائي وابو يعلى وابن جرير وابن المنذر وابن
ابي حاتم وابو الشيخ والحاكم وصححه ابن مردويه
والبيهقي في شعب الايمان والضياء في المختارة
عن علي قال سمعت رجلا يستغفر لابويه وهما
مشركان فقلت لتستغفر لابويك وهما مشركان
قال اولم يستغفر ابراهيم لابيه فذكرت ذلك
للنبي صلعم فنزلت ما كان للنبي وروي عن ابن
عباس من طريق علي ابن ابي طلحة انهم كانوا
يستغفرون لهم حتى نزلت ونحوه عن محمد بن كعب
فهذه صريحة في ان الاية نزلت في حق عمه
ابي طالب وحق غير والديه واما ما روي عن ابن
عباس من طريق عطية العوفي وعكرمة انها
نزلت في ابيه فقال السيوطي اولاً بانه ضعيف

بن المسیب سے اونھون نے اپنے باپ سے روایت کی کہ
وقت وفات ابو طالب آنحضرت صلعم اونکے پاس گئے یہان تک
کہ آپنے فرمایا کہ مین تمہارے لیے استغفار کیے جاونگا جبتک کہ روکا
نہ جاون تب آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی اور یہی علی
وعمرو ابن دینار ومحمد بن کعب قرظی وسعید بن المسیب وقتادہ
وحسن سے روایت کی گئی اور طیالسی وابن ابی شیبہ واحمد
وترمذی ونسائی وابو یعلی وابن جریر وابن منذر وابن
ابی حاتم وابو الشیخ وحاکم نے روایت کی جسکی تصحیح ابن مردویہ
نے کی اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور ضیاء نے مختارہ مین
حضرت علی سے کہ مین نے ایک مرد کو اپنے مشرک والدین کے حق مین
استغفار کرتے سُنا تو کہا کہ کیا تم اپنے مشرک مان باپ کیلیے
استغفار کرتے ہو تو اوسنے کہا کہ کیا حضرت ابراہیم نے اپنے باپ
کے لیے استغفار نہین کیا مین نے یہ بات آنحضرت صلعم سے ذکر کی تو
یہ آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی اور حضرت ابن عباس سے
بروایت علی ابن ابی طلحہ مروی ہے کہ وہ لوگ اپنے آبا واجداد
کے لیے استغفار کرتے تھے تب آیۃ اوتری اور ایسا ہی محمد بن کعب سے
مروی ہے پس یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ یہ آیۃ آنحضرت کے چچا
ابی طالب وغیرہ کے حق مین نازل ہوئی لیکن جو ابن عباس سے
بطریق عطیہ عوفی وعکرمہ مروی ہے کہ یہ آیۃ آپکے والد کے بارہ مین

معلول لان عطية ضعيف وهو مخالف لرواية
علي ابن ابي طلحة المتقدم وعلي ثقة جليل و
ردّه الثاني بان سنده ضعيف لا يعول عليه
وكذلك يرد بان الاحاديث المتقدمة مصرحة
بانها نزلت في حق ابي طالب وغيره من المشركين
واما حديث بريدة الذي اخرجه ابن مردويه
وفيه انه عليه السلام مر على قبر امه ثم
استاذن ان يستغفر لها فبكى الخ فانزل الله
ما كان للنبي فظاهره ان سبب نزول الاية
قصة امه وهذا مردود لما تقدم ان الاحاديث
الكثيرة المشتهرة خرجت بان سبب نزولها قصة
عمه ابي طالب وما كانوا يستغفرون لابائهم
المشركين سواء اباء النبي واما الاستيذان في الاستغفار
والنهي عنه فعلى تقدير ثبوته فهو لا ينافي ثبوت
اسلامهما بل يمكن الجمع بينه وبين ما تقدم بان
استغفاره لها ما كان لاجل الشرك بل استغفار
مخصوصا كاستغفاره ان لا يكون عليها عذاب
بالكلية فنهي عن ذلك لاحتمال استحقاقها
بعض عذاب تطهير كما يشير اليه ما في اية

اوتری تو سیوطی نے کہا کہ اولاً تو یہ ضعیف معلول ہے کیونکہ عطیہ
ضعیف ہے نیز یہ روایت علی ابن ابی طلحہ کی مخالف ہے جو پہلے گذری
اور علی ثقہ و جلیل ہیں اور دوسری کو اسطرح رد کیا کہ اسکی سند
ضعیف ہے جسپر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور ایسے ہی رد ہو جائیگی
کہ پہلی حدیثیں اس امر کی تصریح کرتی ہیں کہ یہ آیۃ ابی طالب
و دیگر مشرکین کے حق میں اوتری لیکن بریدہ کی وہ حدیث جسکو
ابن مردویہ نے روایت کیا جسمیں یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی والدہ
کی قبر پر گذرے پھر اونکے لیے استغفار کی اجازت مانگی اور روئے تب
اللہ نے آیۃ ما کان للنبی اوتاری پس ظاہر حدیث سے یہ ہے
کہ اس آیۃ کا سبب نزول آپکی والدہ کا قصہ ہے اور یہ روایۃ مردود
ہے جیسا کہ گذرا کہ احادیث کثیرہ مشہورہ سے مروی ہے کہ اوسکا
سبب نزول آپکے چچا ابی طالب اور اون لوگوں کا قصہ ہے جو اپنے
آباء مشرکین کے لیے استغفار کرتے تھے بجز آباء نبی صلعم کے لیکن
استغفار کی اجازت مانگنا اور اوس سے منع کیا جانا اگر ثابت ہو
تو بھی اونکے ثبوت اسلام کو منافی نہیں بلکہ جمع بین الروایتین
یون ممکن ہے کہ اونکے لیے آنحضرت کا استغفار بسبب شرک کے نہیں تھا
بلکہ اسلیے کہ اونپر بالکل عذاب نہ ہو مخصوص استغفار تھا
لہذا اس سے بوجہ احتمال استحقاق بعض عذاب تطہیر
روکے گئے جس کی طرف آیت ویطہرکم

اهل بيته وليطهركم تطهيرا لانها اقرب من
اهل بيته وهذا العذاب لا ينافي الاسلام كعذاب
بعض عصاة المؤمنين فلما نهي عنه فلذلك علا
بكائه شفقة عليها من العذاب على ان في هذا
الحديث ان قبر امه صلعم بعسفان وهو على
مرحلتين من مكة ويخالفه حديث عايشة
ان قبرها بالحجون وهو بمكة ويخالفه ايضا رواية
ان قبرها بالابواء لما توفيت فيه وهو بين مكة والمدينة
والى المدينة اقرب واما ما فيه من عدم الاذن
وكذا في غيره من الاحاديث فيخالفه حديث عايشة
الذي رواه الطبراني بسنده عنها انه عليه السلام
نزل الحجون كئيبا حزينا فاقام به ما شاء الله عز وجل
ثم رجع مسرورا قال سالت ربي عز وجل فاحيا
لي امي فآمنت بي وايضا رواه الخطيب عن
عايشة مرفوعا ورواه ابن شاهين عنها ذهبت
بقبر امي فسالت الله ان يحيها فاحياها الله
فآمنت بي وردها الله قال ابن ناصر هو موضوع
وفي اسناده محمد بن زياد النقاش ليس بثقة
واحمد بن يحيى الحضرمي ومحمد بن يحيى الزهري

تطہیرا جو اہل بیت کے حق مین نازل ہوئی اشارہ
کرتی ہی یعنی کہ وہ آپکی اہل بیت سے اقرب تھین اور یہ عذاب
منافی اسلام نہین جیسے بعض گنہگار مومنین کا عذاب
پس اس ممانعت سے بسبب انکی حال پر شفقت کے رونے مین آپکی
آواز بلند ہو گئی علاوہ اسکے اس حدیث مین ہی کہ آنحضرت
کی والدہ کی قبر عسفان مین ہی جو مکہ سے دو کوس ہی اسکی مخالف
حضرت عایشہ کی یہ حدیث ہوتی ہی کہ انکی قبر حجون مین ہے
جو مکہ مین ہی اور اسکی مخالف یہ روایۃ بھی ہی کہ انکی قبر
ابوا مین ہی جہان وفات پائی اور وہ مابین مکہ معظمہ و مدینہ
منورہ ہی بلکہ مدینہ سے قریب ہے لیکن اوس حدیث مین عدم
اجازت جو مروی ہی نیز اور حدیثون مین بھی تو اوسکی مخالف حضرت
عایشہ کی یہ حدیث ہے جو طبرانی نے اپنی سند سے اونسے روایت کی
کہ آنحضرت صلعم حجون مین ملول وغمگین اوترے اور دیر تک ٹھہرے
رہے پھر خوش خوش پلٹے اور فرمایا کہ مین نے خدا سے سوال کیا او
میری والدہ کو میرے لیے زندہ کر دیا وہ مجھپر ایمان لائین خطیب نے
مرفوعا حضرت عایشہ سے اور ابن شاہین نے بھی اونسے روایت کی
کہ مین اپنی والدہ کی قبر پر گیا اور خدا سے اونکو زندہ کر دینے کا سوال کیا
اوس نے اونکو زندہ کر دیا وہ مجھپر ایمان لا کر قبر مین واپس گئین ابن ناصر نے
کہا کہ یہ موضوع ہی اور اسکے اسناد مین محمد بن زیاد نقاش ہے

مجهولان قلت وقال ابن حجر في اللسان اما
محمد بن يحيى فليس بمجهول بل معروف
وقال في الميزان في ترجمة احمد بن يحيى
الحضرمي روى عن حرملة التجيبي ولينه
ابن يونس واما النقاش فقال الذهبي
صار شيخ المقربين في عصره على ضعف فيه
وقد اطال في اللآلي الكلام على هذا الحديث
وقال الصواب بالضعف لا بالوضع وقد
الفت في ذلك جزءاً انتهى وايضاً روى
ابو حفص ابن شاهين في كتاب الناسخ
والمنسوخ له بلفظ قالت عائشة حج بنا
رسول الله حجة الوداع فمر بي على عقبة
الحجون الى ان قالت ثم عاد وهو فرح متبسم
فقال ذهبت بقبر امي فسألت ربي ان
يحييها فاحياها فآمنت بي وصحح الحديث
جماعة ولكن يمكن الجمع بين حديث عائشة
واحاديث عدم الاذن بانه منع اولاً ثم احييت
بعد ذلك وآمنت به فيكون حديث عائشة
ناسخة لما يخالفه من الاحاديث كما ذكره السيوطي

جو ثقہ نہین اور احمد بن یحیی حضرمی ومحمد بن یحیی زہری یہ دونون
مجہول ہین مین نے کہا کہ ابن حجر نے لسان المیزان مین
لکہا ہے کہ محمد بن یحیی مجہول نہین بلکہ معروف ہی اور میزان مین
احمد بن یحیی حضرمی کے ترجمہ مین لکہا ہے کہ حرملہ تجیبی سے
روایت کی اور اوسکو ابن یونس نے اعانت دی لیکن نقاش
تو ذہبی نے کہا کہ باوجود ضعف روایت کے وہ اپنی زمانہ مین
شیخ المقربین ہوے اور لآلی مین اس حدیث پر بہت بحث کی ہی
اور کہا کہ بہتر قائل ضعف ہونا ہے نہ قائل وضع ہونا اور
مین نے اس بارہ مین ایک جزو تالیف کیا ہے نیز ابو حفص
ابن شاہین نے کتاب ناسخ ومنسوخ لہ مین بلفظ روایت کی
کہ حضرت عائشہ نے کہا کہ ہمارے ساتھ رسول اللہ صلعم نے
حجۃ الوداع کیا اور عقبہ حجون پر گذرے یہانتک کہ حضرت عائشہ نے
فرمایا کہ پہر آپ خوش خوش ہنستے لوٹے اور فرمایا کہ مین اپنی والدہ کی
قبر پر گیا اور خدا سے اونکو زندہ کر دینے کا سوال کیا اوسنے زندہ
کر دیا وہ مجہپر ایمان لائین اور ایک گروہ نے حدیث کی تصحیح کی
لیکن حضرت عائشہ کی حدیث اور دوسری حدیثون مین جو
دربارہ عدم اذن ہین جمع یون ممکن ہی کہ آنحضرت پہلی منع کیے گئے پہر
اونکی والدہ زندہ کی گئین اور وہ ایمان لائین تو حدیث حضرت
عائشہ اپنی مخالف حدیثون کی ناسخ ہوگی جیساکہ سیوطی نے

فی الرسالتین بقوله وقد جعل هؤلاء الائمة ای الذین
صححوا حدیث عایشة هذا الحدیث ناسخاً للاحادیث
الواردة بما یخالف ذلک ونصوا علی انه متاخر عنها
فلا تعارض بینه وبینها فقول هؤلاء الائمة معتبر
وقول النافین لا یسمع لان المثبت مقدم علی
النافی واما روی مسلم عن انس من حدیث ان ابی
وابا ک فی النار ففی حاشیة المواهب ان عبارة الشامی
فی نسبه صلعم نفیها وروی مسلم من طریق حماد بن سلمة
عن انس ان رجلا قال یا رسول الله این
ابی قال فی النار فلما قفا دعاه قال ان ابی
وابا ک فی النار لم یتفق علیه الرواة وانما
ذکره حماد بن سلمة عن ثابت وقد خالفه
معمر عن ثابت فلم یذکر ان ابی وابا ک فی النار
ولکن قال له اذا مررت بقبر کافر فبشره بالنار
وهذا اللفظ لا دلالة فیه علی والده صلعم
بامر البتة وهو اثبت من حیث الروایة فان
معمراً اثبت من حماد ثم قال وجدنا الحدیث
ورد من حدیث سعد ابن ابی وقاص
بمثل لفظ روایة معمر عن ثابت عن انس

اپنے دو رسالون مین بایں قول ذکر کیا ہے کہ اون
ان ائمہ نے جنہون نے حدیث عایشہ کو صحیح مانا
اس حدیث سے اسکی مخالف حدیثون کو اس دلیل سے
منسوخ کیا ہے کہ وہ اون سے متاخر ہے پس ہمین اور ونمین
تعارض نہین تو ان ائمہ کا قول معتبر ہے اور نفی کرنیوالونکا
قول غیر مسموع کیونکہ مثبت نافی پر مقدم ہے لیکن مسلم نے
انس سے جو روایت کی کہ ابی وابا ک فی النار تو حاشیہ
مواہب مین ہے کہ شامی کی عبارت آنحضرت صلعم کے نسب مین
اوسکی خلاف ہے اور مسلم نے بطریق حماد بن سلمہ انس سے روایت کیا
کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہے
فرمایا دوزخ مین جب وہ لوٹا تو پہر اوسکو بلایا اور فرمایا کہ
میرا اور تیرا باپ دوزخ مین ہے یہ حدیث متفق علیہ نہین اور
اسے حماد بن سلمہ نے ثابت سے ذکر کیا اور معمر نے ثابت سے اسکے
مخالف یون ذکر کیا کہ فلم یذکر ان ابی وابا ک فی النار
لیکن اوس سے یہ فرمایا کہ جب تم کسی کافر کی قبر پر گذرے تو اوسکو
دوزخ کی بشارت دے اور یہی الفاظ ہین جنمین آنحضرت صلعم کے والد کی
کسی طرح کوئی دلالت نہین اور بحیثیت روایت اثبت ہے کیونکہ
معمر حماد سے اثبت ہین پہر کہا کہ ہمنے ایک حدیث پائی جو سعد
ابن ابی وقاص سے مروی ہے وہ ویسی ہی جیسی معمر نے ثابت سے انہون نے

فروی البزار والطبرانی والبیهقی من طریق
ابراهیم ابن سعد عن الزهری عن عامر
ابن سعد عن ابیه ان اعرابیا قال لرسول
الله صلعم این ابی قال فی النار قال فاین
ابوك قال حیث مررت بقبر کافر فبشره بالنار
وهذا الاسناد علی شرط الشیخین فتعین
الاعتماد علی هذا اللفظ وتقدیمه علی غیره
وقد زاد الطبرانی والبیهقی فی اخره قال
فاسلم الاعرابی بعد فقال لقد کلفنی رسول
الله تعبا ما مررت بقبر کافر الا بشرته بالنار
انتهی وقال الشیخ ابن حجر فی شرح الهمزیة
ما ملخصه وحدیث مسلم قال رجل
یا رسول الله این ابی قال فی النار فلما
قفا دعاه فقال ان ابی واباك فی النار-
واظهر تاویل عندی انه اراد بابیه عمه
اباطالب لما تقرر ان العرب تسمی العم ابا
وقرینة المجاز فیه الایة الاتیة الشاهدة
بخلافه علی اصح محاملها عند اهل السنة
وان عمه الذی کفله بعد جده عبد المطلب

انس سے روایت کی پس بزار و طبرانی و بیہقی نے طریق ابراہیم
بن سعد سے اونہون نے زہری سے اونہون نے عامر بن سعد سے اونہون
نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلعم سے
پوچھا کہ میرا باپ کہان ہے فرمایا کہ دوزخ مین کہا کہ اور آپکے والد
فرمایا کہ جب تو کسی کافر کی قبر پر گذرے تو اوسکو دوزخ کی بشارت
دے اور یہ اسناد بر شرط شیخین ہین تو اس لفظ پر اعتماد اور
اپنے غیر پر اسکے تقدیم متعین ہوئی اور طبرانی و بیہقی نے اسکے
آخر مین یہ زیادہ کیا پہر اعرابی اسلام لایا اور کہا کہ مجھکو
رسول اللہ نے مکلف فرمایا کسی کافر کی قبر پر مین نہین گذرا
مگر اوسکو دوزخ کی بشارت دی انتہی۔ اور شیخ ابن حجر نے شرح
ہمزیہ مین کہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اور مسلم کی حدیث ہے کہ ایک
مرد نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہے فرمایا کہ دوزخ مین
میرے نزدیک ظاہر اس کی تاویل یہ ہے کہ آپ نے
ابیہ سے اپنے چچا ابوطالب کو مراد لیا اس لیے کہ
عرب چچا کو باپ کہتے ہین اور اہل سنت کے نزدیک
قرینہ مجاز آیندہ آیت مین صحیح محمل پر اسکے خلاف
شاہد ہے اور چچا وہ تھے جنہون نے عبد المطلب کے بعد
آپ کو پرورش کیا یا یہ قبل آپ پر اس آیۃ وما کنا
معذبین نازل ہونے کے ہو جیسا کہ مروی ہے کہ

او كان ذلك قبل ان ينزل عليه وما كنا
معذبين كما وقع انه سئل عن اطفال المشركين
فقال هم مع اٰبائهم ثم سئل عنهم فذكر انهم
فى الجنة انتهى ويمكن انه اراد بهذه النار
بالنسبة الى ابيه نار التطهير التى هى لبعض
عصاة المومنين وانما اطلقها التسلية لذلك
الرجل لما رأه غضبان فهو من باب التعريض
خشية ان يرتد ولا يلزم من ذلك الكفر واما
حديث امى مع امكما فهو ضعيف وتصحيح الحاكم
له رده فى الدرر بقوله وتعقبه الذهبى وايضا
قال عبد الحليم فى رسالة فى اسلام اٰباء الكرام
واما حديث امى مع امكما فضعفه الدار قطنى
فبيّن الذهبى ضعفه وحلف عليه يمينا
شرعيا انتهى على ان ذكر المعية فى النار لا يلزم
منه الكفر بل يتعين حمله على نار التطهير كما
تقدم ذلك فى حديث ان ابى واباك وممّا
يرد ما ذكروه من الدلائل ايضا ما تقرر فى القواعد
الاصولية والكلامية باتفاق الاشاعرة من
ان اهل الفترة ناجون وانهم فى الجنة ومردود

آپ سے مشرکین کے لڑکون کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا
کہ وہ اپنے باپون کے ساتھ ہین پھر پوچھا گیا تو فرمایا کہ
وہ جنت مین ہین اور ممکن ہے کہ اس آگ سے جسے اپنی
والد کی طرف منسوب کیا نار تطہیر مراد لی ہو جو بعض گنہگار
مومنین کے لیے ہے اور یہ آپنے اوس شخص سے اوسے غصے مین
پاکر بطور تسلی کے کہا ہو محض اس اندیشہ سے کہ کہین مرتد ہو جاوے
اس سے کفر لازم نہین آتا لیکن حدیث امی مع
امکما تو یہ ضعیف ہے اور حاکم کی تصحیح کو درر مین
اپنے اس قول سے کہ وتعقبہ الذہبی رد کیا ہے
نیز عبد الحلیم نے اپنے رسالہ اسلام آبائہ الکرام مین
کہا ہے کہ حدیث امی مع امکما کو دار قطنی نے
ضعیف کیا ہے اور ذہبی نے اوس کا ضعف
بیان کیا اور اوسپر قسم شرعی کہائی انتہے - علاوہ
اسکے ذکر معیت فی النار کفر کو لازم نہین بلکہ اسکا
قیاس نار تطہیر پر کیا جاوے گا جیسا کہ حدیث ان
ابی واباک مین گذرا اور اون کے دلائل یون
رد ہوتے ہین کہ قواعد اصولیہ وکلامیہ مین
باتفاق اشاعرہ مقرر ہے کہ اہل فترت ناجی
اور جنتی ہین نیز اس طرح بھی کہ بنی آدم مین اصل

ایضا بان الاصل فى بنى ادم الاسلام بوجهين
احدهما ان ادم مسلم وثانيهما قوله صلعم
ما من مولود يولد الا على فطرة الاسلام وهو
قوله تعالى[1] الست بربكم قالوا بلى وكذا فى ذرية
نوح وابراهيم الاسلام بوجهين احدهما كونهم
على فطرة الاسلام وثانيهما انهما مسلمان لا
ترى ان كل من ولد فى قوم فهو على دينهم
حتى يثبت من الخارج خلافه فمن ولد فى
المسلمين فهو مسلم ومن ولد فى اليهود والنصارى
فهو منهم وهذا شايع الى زماننا هذا ويترتب
عليه الاحكام فمن تكلم بكفر اولاد المسلمين
فعليه اثبات الذى يعارض هذا الحكم
والتحقيق فى ولد ابراهيم انهم على ملته
وما بعث اليهم رسول سوى اسمعيل وهو
على ملة ابيه وملته ما نسخت وباقية
الى زمن نبينا صلعم بل ملة نبينا هى ملة
ابراهيم لقوله تعالى[2] ملة ابيكم ابراهيم هو
سمكم المسلمين وقوله[3] اتبع ملة ابراهيم حنيفا

اسلام ہے بدو وجہ ایک یہ کہ حضرت آدم مسلم تھے
دوسرے یہ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی مولود
ایسا نہین جو فطرۃ اسلام پر نہ پیدا ہوتا ہو اور وہ
اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے کہ الست بربکم
قالوا بلی اور اسی طرح اولاد حضرت نوح وابراہیم مین بہی
اسلام دو وجہون سے ہے ایک یہ کہ وہ لوگ فطرۃ اسلام
پر تھے دوسری یہ کہ وہ دونون مسلم تھے کیا تمکو یہ نہین معلوم
کہ جو کسی قوم مین پیدا ہو وہ اونہین کے دین پر ہی جب تک
بظاہر اوسکے خلاف ثابت نہ ہو تو جو شخص مسلمانون مین
پیدا ہوا وہ مسلم ہے اور جو یہود و نصاری مین پیدا ہوا
وہ اونہین ہے اور یہ ابتک شایع ہے اور اسی پر احکام
مترتب ہوتے ہین تو جو کوئی مسلمانونکی اولاد کے کافر ہونیکے
متعلق کہے وہ اس حکم کی خلاف ثابت کرے اور اولاد حضرت
ابراہیم کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ وہ اونکی مذہب پہ تھی اور اونکی پاس
بجز حضرت اسمعیل کی کوئی رسول نہین بہیجا گیا اور وہ بہی
اپنے والد کی متبع تھے اور اونکا مذہب منسوخ نہین ہوا ہمارے
حضرت کی زمانہ تک باقی رہا بلکہ آنحضرت کی ملۃ ملت ابراہیمی
تہی جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ملۃ ابیکم الخ یا اتبع ملۃ

[1] کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون کہا سب نے ہان ہے ۱۲ [2] تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا مذہب بنادیا ہے)
اوس نے پہلے سے تمہارا نام مسلمان رکہا ہے ۱۲ [3] پیروی کر مذہب ابراہیم کی جو شرک سے پاک ہے۔

فعلی هذا کلهم مسلمون الا من یثبت کفره
ولیسوا من اهل الفترة بل علی الفطرة
واما قولی منصوصة فلان النص ما ازداد
وضوحا علی الظاهر بمعنی فی المتکلم نحو قوله
تعالی فانکحوا ما طاب لکم من النساء الآیة
فانه ظاهر فی الاطلاق نص فی بیان العدد لانه
سیق الکلام لاجله کذا فی الحسامی علم منه
ان زیادة وضوح النص علی الظاهر هو سیق
الکلام لاجل المعنی الظاهر من نفس الصیغة
ولاشک ان الکلام ههنا سیق لحصر العبادة
فی الله والاحسان الی الوالدین ومنه الدعاء
بالرحمة المامور به فی قوله وقل رب ارحمهما
وذلک هو الظاهر من لفظ الآیة واما قولی
مفسرة فلان المفسر ما ازداد وضوحا علی
وجه لا یبقی فیه احتمال التخصیص والتاویل
کذا فی کتب الاصول فزیادة وضوحه علی النص
هو عدم احتماله التخصیص والتاویل فان الالف
واللام فی الوالدین للاستغراق بحسب هذه

اسلیے سب مسلمان تھے بجز اونکے جنکا کفر ثابت ہوا او
اہل فترت مین نہین تھے بلکہ فطرة پر تھے اور میرا قول
منصوصة اس لیے ہو کہ نص وہ ہے جو ظاہر سے متکلم مین
معنًا وضاحت بڑہا دے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے
کہ فانکحوا الخ پس یہ اطلاق مین ظاہر ہے اور بیان
عدد مین نص کیونکہ سیاق کلام اسی لیے ہے جیسا
کہ حسامی مین ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ وضوح
نص کی ظاہر پر زیادتی ہی سیاق کلام ہے کیونکہ
نفس صیغہ سے معنی ظاہر ہین اور بیشک یہانپر کلام
حصر عبادت فی اللہ واحسان الی الوالدین ودعاءً
رحمت کے لیے سیاق ہے جسپر وقل رب ارحمهما
مین حکم کیا گیا ہے اور یہی لفظ آیة سے ظاہر ہے
اور میرا قول مفسرة اس لیے ہے کہ مفسر وہ ہے
جو ایسی وضاحت بڑہا دے جس سے احتمال تخصیص
وتاویل باقی نہ رہے جیسا کہ کتب اصول مین ہے
تو نص پر اوسکی زیادہ وضاحت ہی عدم احتمال
تخصیص وتاویل ہے اور یہانپر احتمال تخصیص
وتاویل بھی نہین ہے کیونکہ والدین مین الف لام

ف پس نکاح کرو تم جو تم کو بھلی معلوم ہوں عورتوں سے ۱۲

القاعدة الاصولية وهو قولهم لام التعريف
اما للعهد الخارجي والذهني واما للاستغراق
الجنس واما التعريف الطبيعة لكن العهد
هو الاصل ثم الاستغراق ثم لتعريف الطبيعة
كذا في التوضيح فاذا لم يتحقق العهد تعين
الاستغراق فيشتمل كل والدين فهو بحسب
ظاهره عام مستغرق لجميع افراده لكنه بقي فيه
احتمال التخصيص وارادة البعض فلما وردت
الاحاديث المصرحة باسلام الكل يثبت ان
المراد العموم وارتفع احتمال التخصيص والعام
يثبت فيه الحكم قطعاً فتحقق قطعية دخول
كل آبائه في عموم وبالوالدين احساناً وقل
رب ارحمهما فان قيل اطلاق لفظ الوالدين
حقيقة انما هو على الطبقة الاولى وعلى ما فوقهما
مجاز واستغراق اللفظ في حقيقته ومجازه معاً
لا يصح قلنا استعمال اللفظ في حقيقته ومجازه
المتعارف معاً جائز عند الشافعي اذا لم يتنافى
المعنيان فكيف اذا دل الدليل على ارادة
الكل واما عند ابي حنيفة فهو من باب عموم

بقاعدہ اصولی استغراقی ہے اور اصولیون کا یہ قول ہے
کہ لام تعریف یا عہد خارجی یا ذہنی کے لیے ہے یا
استغراق جنس یا تعریف طبیعت کے لیے لیکن عہد
اصل ہے پھر استغراق پھر تعریف طبیعت ایسا ہی توضیح
مین ہے لہذا جب لام عہد ثابت نہ ہوگا تو لام استغراق
مقرر ہوگا جو کل والدین کو شامل اور بظاہر عام اور
اوسکے کل افراد کو مستغرق ہوگا لیکن اوسمین احتمال تخصیص
و ارادہ بعض باقی رہیگا پس جب احادیث مصرحہ سبکے سلام
کے متعلق وارد ہونگی تو یہ ثابت ہوگا کہ عموم مراد ہے اور
احتمال تخصیص اوٹھہ جائیگا اور عام مین حکم قطعاً ثابت ہوگا
پس وبالوالدین الخ کے عموم مین کل آباء و اجداد کا
داخل ہونا قطعی طور پر متحقق ہے اگر یہ کہا جاوے کہ لفظ والدین
کا اطلاق طبقہ اولی پر حقیقۃً اور اوسکے مافوق پر مجاز ہے
اور استغراق لفظ حقیقت و مجاز مین ایک ساتھ صحیح نہین تو
ہم کہین گے کہ لفظ کا استعمال اپنے حقیقت و مجاز متعارف
مین ایک ساتھ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اگر دونون
معنی ایک دوسرے کے منافی نہ ہون پس کیون نہ ہو
جب دلیل ارادہ کل پر دلالت کرے لیکن امام ابی حنیفہ
کے نزدیک وہ باب عموم مجاز سے ہے اگر کہا جاوے

المجاز فان قیل یحتمل ان الالف واللام ههنا
بدل المضاف الیه وان المعنی ولوالدیکم
احسانا او قل رب ارحم والدی فکیف یکون
للاستغراق قلنا فعلی هذا الوالدان مضافا
الی الضمیر المبدل عنه الالف واللام فی الاضافة
تکون عهدیة واستغراقیا کما قال الچلپی فی
حاشیة البیضاوی فی سورة ابراهیم الاضافة فقد
کلام التعریف تکون عهدیة وجنسیة فحیث
لاعهد تحمل علی الاستغراق انتهی فحملها
علی الاستغراق یکفی فیه عدم ظهور العهد
فکیف اذا دلت الدلیل علی ارادة الاستغراق
فثبت الاستغراق والعموم من هذا الوجه
ایضا وحکم العام المحتمل الخصوص عند
بعض العلماء الوقف حتی یظهر ما یدل علی
ارادة العموم والخصوص فهو عنده مجمل
کما ذکره البزدوی فالوالدان ههنا یکون مجملا
فی ان المراد کل السلسلة او بعضها فالدلائل
المثبتة للاستغراق بینت المراد وفسرت
الاجمال وصارت الآیة قطعیة من هذا الوجه

کہ یہان پر الف ولام بدل مضاف الیہ کو محتمل ہے
جسکے معنی یہ کہ ولوالدیکم الخ لہذا استغراق کیلیے
کیسے ہوگا تو ہم کہین گے کہ اس حالت مین والدان
ضمیر مبدل عنہ کی طرف مضاف ہوگا لام تعریفی اور
اضافت دونون عہدی و استغراقی ہوتے ہین جیسا کہ
چلپی نے حاشیہ بیضاوی مین سورہ ابراہیم مین کہا کہ
اضافت لام تعریف کی طرح عہدی وجنسی بہی ہوتی
ہی تو جہان عہد نہین وہان استغراق پر محمول ہوگی انتہے
تو حمل استغراقی مین عدم ظہور عہد کافی ہے جب دلیل
ارادہ استغراق پر دلالت کرے گی تو استغراق وعموم
اس وجہ سے بہی ثابت ہوگا اور حکم عام محتمل خصوص
بعض علماء کے نزدیک توقف ہے جبتک وہ چیز جو
ارادہ عموم وخصوص پر دلالت کرتی ہے ظاہر نہو جائے
پس بعض کے نزدیک مجمل ہے جیسا کہ بزدوی نے
ذکر کیا تو والدان یہان مجمل ہوگا اس امر مین کہ مراد
کل یا بعض سلسلہ ہے پس دلائل مثبتہ استغراق نے
مراد ظاہر کردی اور اجمال کی تفسیر کردی اور اس
وجہ سے بہی قاعدہ اصولی کے موافق یہ آیۃ
قطعی ہوگئی عنایہ مین ہے کہ خبر واحد جب بیان

ایضاً بحسب القاعدة الاصولیة قال فی العنایة
خبر الواحد اذا لحق بیاناً للمجمل کان الحکم بعده
مضافاً الی المجمل دون البیان انتہی۔
اما قولی محکمة فی اسلام والدی النبی صلعم الی
آدم فلان المحکم ما ازداد قوة واحکم المراد
منه عن التبدیل والتبدیل لا تکون الا بالنسخ
ولا نسخ ههنا فی حق الوالدین فان قوله
وبالوالدین احساناً وقل رب ارحمهما لفظ عام
وقد تقدم ان المراد استغراق افراد الوالدین
الی آدم ثم انه مع ذلك عام فی الوالدین
المسلمین والکافرین وقد کانت الصحابة
یستغفرون لابائهم الکفار وکذلك استغفر صلعم
لعمه ابی طالب حتی نزلت ماکان للنبی الخ
وآیة وماکان استغفار و استغفر لهم او
لا تستغفر لهم فهذه الآیات صارت ناسخة
لطلب الرحمة للکافرین من الآیة الاولی
ولکن بسبب ورود النسخ اشتبه علی النبی صلعم
المراد من وقل رب ارحمهما فی حق والدیه
بالخصوص وحکمه باق فی حقهما لکونهما مسلمین

مجمل کے لاحق ہو تو حکم اوس کے بعد مجمل کی طرف
مضاف ہوگا نہ بیان کی طرف انتہی۔ لیکن میرا
یہ قول کہ محکمة فی اسلام الخ یہ اس لیے ہے
کہ محکم وہ ہے جس کے معنی زوردار ہون اور مراد قوی
اوس سے تبدیل ہے اور تبدیل بغیر نسخ ناممکن اور نسخ
یہان پر حق والدین مین ہی نہین کیونکہ جناب باری کا
ارشاد وبالوالدین الخ لفظ عام ہے اور اوپر گذر چکا
کہ افراد والدین کا استغراق آدم تک مراد ہے علاوہ
اس کے یہ والدین مسلمین وکافرین مین عام ہے صحابہ اپنے
آباء کفار کے لیے استغفار کیا کرتے تہے آنحضرت صلعم نے
بہی اپنے چچا ابوطالب کے لیے استغفار کیا تو آیات
ماکان استغفار اور استغفر لهم او لا
تستغفر لهم نازل ہوئین تو یہ آیتین کفار کے
حق مین استغفار کرنے کے لیے پہلی آیة سے ناسخ
ہوئین لیکن بسبب ورود نسخ آنحضرت پر یہ امر مشتبہ
ہوا کہ قل رب ارحمهما سے اونکے والدین
ہی کے حق مین خصوصاً مراد ہے اور اوس کا حکم
اون کے حق مین بوجہ اون کے مسلمان ہونیکے
باقی ہے یا عدم اسلام سے منسوخ ہوا تو یہ آیتین

اومنسوخ بعدم اسلامهما فصارت الآیات
فی حقهما مجملة ولهذا الاشتباه کان صلعم یقول
یالیت شعری ما فعل ابوای علی تقدیر ثبوته
فبعد ذلک اخبر صلعم باسلامهما فزال اجمال
هذه الآیة وصارت محکمة فی اسلامهما۔

الفصل الثانی

اعلم انه قال صلعم ولدت
من نکاح لا من سفاح السفاح هو الزنا فی
رد المحتار حاشیة در المختار قوله صلعم ولدت
من نکاح لا من سفاح ای لا من زنا والمراد
به نفی ما کانت علیه الجاهلیة من ان المرأة
تسافح رجلا مدة ثم یتزوجها وقد استدل
بالحدیث المذکور فی الفتح ایضا ووجهه انه صلعم
سمی ما وجد قبل الاسلام من انکحة الجاهلیة
نکاحا ولا یقال انه فیه اساءت ادب لاقتضاء
کفر الابوین الشریفین مع ان الله احیاهما له
وامنا به کما ورد فی حدیث ضعیف لانا نقول
ان الحدیث اعم بدلیل روایة الطبرانی وابی نعیم
وابن عساکر خرجت من نکاح ولم اخرج من
سفاح من لدن ادم الی ان ولدنی ابی وامی

اون کے حق مین مجمل ہوئین اسی اشتباہ سے آنحضرت
فرمایا کرتے تھے کہ کاش یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے
والدین کے ساتھ کیا ہوا بر تقدیر اونکے ثبوت کے
پھر جب آنحضرت کو اونکے اسلام کی خبر دیگئی تو اس آیۃ کا اجمال
جاتا رہا اور یہ آیۃ اونکے ثبوت اسلام کے لیئے مضبوط ہوگئی

دوسری فصل

آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ
مین نکاح سے پیدا ہوا نہ سفاح سے۔ سفاح یعنی زنا ردالمحتار
حاشیہ در مختار مین ہے کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد کہ مین نکاح سے
پیدا ہوا نہ سفاح سے یعنی نہ زنا سے اس سے مراد رسم جاہلیت
کی نفی ہے وہ یہ کہ عورت مرد سے ایک مدت تک ملتی تھی
پھر نکاح کر لیتی تھی اور فتح مین بھی اسی حدیث سے استدلال
کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے نکاحہا جاہلیت
قبل اسلام کا نکاح نام رکھا یہ نہ کہا جائیگا کہ بوجہ اقتضاے
کفر والدین آنحضرت صلعم اسمین بے ادبی ہے حالانکہ اللہ نے
اونکو آپکے لیئے زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے جیسا کہ
حدیث ضعیف مین ہے اسلیے کہ ہم کہین گے کہ حدیث عام ہے
بدلیل روایت طبرانی وابی نعیم وابن عساکر کہ مین نکاح سے
پیدا ہوا زنا سے نہین ہوا آدم سے اب تک حتی کہ میرے
مان باپ نے مجکو پیدا کیا سفاح جاہلیت سے مجھی بالکل

لم يصبني من سفاح الجاهلية شيء انتهى
فينبغي للعاقل ان يتيقن ان ليس في هذه
السلسلة الشريفة كافر لان الكفر اشد من
الزنا فاذا لم يكن فيها الزنا فكيف يكون الكفر
وايضاً الاسلام يعلى شرافة النسب كما ذكره
الفقهاء وقد خفي ذكر اسلامهما بين المتاخرين
وكان مستورا عن المتقدمين اذ العلم نور
يقذفه الله في القلوب فاجمع رسالات سمعت
في هذا الباب وابدع مقالات جمعت فيها
السؤال والجواب رسائل الشيخ جلال الدين
السيوطي فانه كتب في هذه المسئلة ست
رسائل وبسط فيها المقالات والدلائل فقال
السيوطي اولاً في الديباجة الرسالة الثالثة
هذا ثالث مؤلف الفته في مسئلة والدي
رسول الله صلعم وهو اخصرها واوجزها فاقول
ذهب جمع كثير من الائمة الاعلام الى انهما
ناجيان ومحكوم لهما بالنجاة في الآخرة وهم
اعلم الناس باقوال من خالفهم وقال بغير
ذلك ولا يقصرون عنهم في الدرجة ومن

لگاؤ نہین۔ تو عقلمند کو یقین کرنا چاہیے کہ اس سلسلہ شریفہ
مین کوئی کافر نہین کیونکہ کفر زنا سے سخت ہے جب زنا نہوگی
تو کفر کیسے ہوگا نیز یہ کہ اسلام شرافت نسب بڑہاتا ہے جیسا کہ
فقہانے ذکر کیا اور اون کے اسلام کا ذکر متاخرین
مین پہیلا متقدمین سے پوشیدہ تہا کیونکہ علم ایک
نور ہے جسکو اللہ قلوب مین ڈالتا ہے تو اس بارہ
مین شیخ جلال الدین سیوطی کے بطور سوال وجواب
نہایت جامع رسالے ہین اور اونہون نے اس
مبحث مین مدلل و بسیط چہہ رسالے لکہے اور اولاً
تیسرے رسالہ کے دیباچہ مین لکہا کہ مسئلہ والدین
رسول اللہ صلعم مین یہ میری تیسری مختصر مفید تالیف
ہے پس مین کہتا ہون کہ بہت سے مشہور ائمہ
اس طرف گئے ہین کہ وہ دونون ناجی ہین اور
اونکی آخرت مین نجات پانے کا حکم دیا گیا ہے
اور وہ لوگ مخالفین کے اقوال سب سے زائد
جانتے تہے اور اون سے درجہ مین کم نہین ہین
اور اون سے زیادہ کون آثار و احادیث کا حافظ
اور دلائل مستدلہ کا ناقد ہے کیونکہ وہ لوگ اقسام
علوم کے جامع اور فنون پر حاوی ہین خصوصاً

احفظ الناس للاحاديث والآثار ومن انقد
الناس للادلة التي استدل بها اولئك
فانهم جامعون لانواع العلوم ومتضلعون
من الفنون خصوصًا الاربعة التي يستمد
منها هذه المسئلة فانها مبنية على ثلاث
قواعد كلامية واصولية وفقهية وقاعدة
رابعة مشتركة بين الحديث واصول الفقه
مع ما يحتاج اليه من سعة الحفظ في الحديث
وصحة النقد له وطول الباع في الاطلاع
على اقوال الائمة وجمع متفرقات كلامهم
فلا يظن بهم انهم لم يقفوا على الاحاديث
التي استدل بها اولئك معاذ الله بل
وقفوا عليها وخاضوا غمرتها واجابوا عنها
بالاجوبة المرضية لا يردها منصف واقاموا
لما ذهبوا اليه ادلة كالجبال الرواسي انتهت
الديباجة ثم قال فيها وقد اختلف القائلون
بالنجاة على سبل۔
السبيل الاول انهما لم تبلغهما الدعوة
لانهما كانا في زمن فترة عم الجهل فيها اهل

وہ چار فن جن سے اس مسئلہ مین مدد لی جاتی ہے
پس وہ مبنی ہے تین قواعد کلامیہ و اصولیہ
و فقہیہ پر اور چوتھا قاعدہ حدیث و اصول
فقہ مین مشترک ہے مع اون چیزون کے جن کی
حدیث شریف کی وسعت کے ساتھ حفظ
کرنے اور صحت نقد اور اقوال ائمہ پر
جو کچھ اطلاع ہو اوس پر طویل بحث کرنے
اور اون کے متفرق کلام جمع کرنے مین ضرورت
ہے تو اون پر یہ گمان نہین ہو سکتا کہ معاذ اللہ
وہ اون احادیث مستدلہ سے واقف نہین تھے
بلکہ واقف تھے اور اوسکی دشواریون مین خوض
کیا اور بجوابات مرضیہ اوس کے جوابات
دیے تھے جن کو کوئی منصف رد نہین کر سکتا
اور جس امر کی طرف گئے اوس پر نہایت مضبوط
دلائل قائم کیے دیباچہ تمام ہوا پھر کہا کہ
قائلین نجات نے کئی طریقون سے اختلاف
کیا ہے۔
پہلی سبیل۔ یہ کہ اونکو دعوت نہین پہونچی کیونکہ
وہ اوس زمانہ فترت مین تھے جبکہ مشرق و مغرب والون مین

المشرق والمغرب فلم يكن اذ ذاك احد
يبلغ الدعوة على وجهها مع انهما في اقتبال
حداثة السن ولم يبلغا سنا يحتمل الوقوف
على الاخبار والفحص عنها بالاسفار فان والده
عاش نحو ثمان عشرة سنة ووالدته عاشت
نحو العشرين مع كونها مخدرة وحكم من
لم تبلغه الدعوة باتفاق الائمة الشافعية
من الفقهاء والائمة الاشاعرة من اهل
الكلام واصول الفقه انه يموت ناجيا
ويدخل الجنة نص على ذلك الامام الشافعي
انتهى. قلت اصول الاشاعرة ان من مات
ولم تبلغه الدعوة يموت ناجيا واما الماتريدية
فان مات قبل مضي مدة يمكنه فيه التامل
ولم يعتقد ايمانا ولا كفرا فلا عقاب عليه
بخلاف ما اذا اعتقد كفرا ومات بعد المدة
غير معتقد شيئا نعم البخاريون من الماتريدية
وافقوا الاشاعرة وحملوا قول الامام لا عذر
لاحد في الجهل بخالقه على ما بعد البعثة
واختاره المحقق ابن الهمام في التحرير لكن

جہل پہیل گیا تہا اور کوئی ایسا بہی نہ تہا جو تبلیغ
دعوت کرتا علاوہ اسکے اون کی وفات شروع
جوانی مین ہو گئی اونکی عمر اتنی ہوئی نہین جو وہ خبرون
سے واقف ہوتے یا سفر کرکے تلاش کرتے اس لیے
کہ آپکے والد کی اٹہارہ اور والدہ کی تقریبًا بیس
سال کی عمر ہوئی باوجود اون کے مخدرہ ہونے کے
اور جس کو دعوت نہ پہونچی وہ باتفاق ائمہ فقہاے
شافعیہ و اشاعرہ اہل کلام و اصول فقہ ناجی ہے
اور جنت مین داخل ہوگا اسپر امام شافعی دلیل لاے
ہین انتہے اور اصول اشاعرہ یہ ہین کہ جو بحالت دعوت
نہ پہونچنے کے مرے وہ ناجی ہے لیکن ماتریدیہ کے
نزدیک اگر اتنی مدت گذرنے سے پہلے جسمین تامل ممکن
تہا مرگیا اور نہ ایمان کا معتقد ہوا نہ کفر کا تو اوس پر
عذاب نہین بخلاف اوس کے جو کفر کا معتقد ہوا او
کچہ مدت کے بعد بلا کسی اعتقاد کے مرگیا البتہ
بخاریہ جو ماتریدی ہی ہین اشاعرہ کے موافق ہین
اور امام کے قول کو حمل کیا ہے کہ کسی کا عذر جہالت
خدا کی نسبت بعد البعثت چل نہین سکتا اور محقق ابن
ہمام نے اسے تحریر مین اختیار کیا ہے لیکن یہ دونون

هذا فی غیر من مات معتقد الکفر فقد صرح
النووی والفخر رازی بان من مات قبل البعثة
مشرکا فهو فی النار وعلیه حمل بعض المالکیة
ما صح من الاحادیث فی تعذیب اهل الفترة
بخلاف من لم یشرك منهم ولم یوحد بل بقی
عمره فی غفلة من هذا کله ففیهم الخلاف وبخلاف
من اهتدی منهم بعقله کقس ابن ساعدة وزید
ابن عمرو ابن نفیل فلا خلاف فی نجاتهم وعلی هذا
فالظن فی کرم الله تعالی ان یکون ابواه صلعم
من احد هذین القسمین بل قیل ان اباءه
کلهم موحدون لقوله تعالی وتقلبك فی
الساجدین لکن رواه ابو حیان فی تفسیره
بانه قول الرافضة ومعنی الایة وترددك
فی تصفح احوال المتهجدین فافهم وفی مناقب
الکردی من مات علی الکفر ابیح لعنه الا
والدی رسول الله لثبوت ان الله احیاهما
له حتی امنا به فی شرح الهمزیة لابن حجر
الهیتمی قوله لثبوت ان الله احیاهما یعنی
لثبوت ذلك فی حدیث ذکره غیر واحد

جو معتقد کفر نہ مرے نووی وفخر رازی نے تصریح کی ہے
کہ جو کوئی قبل بعثت مشرک مرا وہ دوزخی ہے اور یہی
بعض مالکیہ کا قیاس ہے بوجہ اون احادیث صحیح کے
جو تعذیب اہل فترت کے متعلق ہین بخلاف اوسکے
جو نہ مشرک ہو اور نہ موحد اور عمر غفلت مین کٹی اوسکے
متعلق البتہ اختلاف ہے یا وہ لوگ جنہون نے اپنی
عقل سے ہدایت پائی جیسے قس ابن ساعدہ وزید
بن عمرو بن نفیل تو انکے نجات مین اختلاف نہیں اسی لیے
خدا کے کرم سے یہ امید ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین
بھی انہیں کسی قسم مین ہونگے بلکہ کہا گیا ہے کہ آپکے
کل آباء موحد تھے کیونکہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے
کہ وتقلبك فی الساجدین لیکن ابو حیان نے
اپنی تفسیر مین اسکو رفضیہ کا قول کہکر رد کیا ہے اور معنی
آیۃ یہ کہی ہین کہ تمہارا تردد تہجد گزارون کی حالات پر نظر
کرنے مین اور مناقب کردی مین ہے کہ حالت کفر مین مرنے والے
پر لعنت مباح کی گئی بجز والدین آنحضرت کے اس ثبوت سے کہ
اللہ نے اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے
شرح ہمزیہ ابن حجر ہیتمی مین ہے کہ قولہ لثبوت ان اللہ
احیاهما یعنی بوجہ اسکے حدیث سے ثبوت کے جسکو اکثر نے ذکر

من الحفاظ ولم يلتفتوا لمن طعن فيه وهو
ان الله احياهما فامنا به خصوصية لهما ومحل
كون الايمان لا ينفع بعد الموت في غير الخصوصية
وقد صح انه عليه السلام ردت عليه الشمس
بعد مغيبها فعاد الوقت حتى صلى العصر اداءً
كرامة له فكذا هذا انتهى واحياء الوالدين بعد
موتهما لا ينافي كون النكاح كان في زمان الكفر
ولا ينافي ايضاً ما نسب الى الامام في الفقه الاكبر
ولا ما في صحيح المسلم وكون الايمان عند المعاينة
غير نافع فكيف بعد الموت فذاك في غير الخصوصية
التي اكرم الله بها نبيه صلعم وقال العلماء الايات
والاحاديث ناسخة لكل ما خالفها من الاحاديث
في مسلم وغيره وقد مضى على هذه المسئلة
جماعة اخرهم امام الحفاظ ابن حجر العسقلاني
انتهى ما قال السيوطي۔

السبيل الثاني۔ ان الله احياهما له
فامنا به وذلك في حجة الوداع وقد مال الى
هذا السبيل طائفة كثيرة من الائمة وحفاظ
الحديث واستندوا من حديث عائشة اخرجه

حفاظ نے ذکر کیا ہے اور جسنے اسمین طعن کیا اوسکی طرف متوجہ
نہین ہوے اور وہ یہ کہ اللہ نے اونکو زندہ کیا اور وہ ایمان لاے
یہ اونکی ایک خصوصیت تھی اور وہ محل جہان پر ایمان بعد موت
نافع نہین خصوصیت کے علاوہ ہی اور بیشک صحیح ہو حضرت سے
آفتاب بعد غروب دکیا گیا اور وقت لوٹ آیا اور آپنے
نماز عصر پڑہی تو جیسے وہ آپکی بزرگداشت کیلیے ہوا ویسے
یہ بہی اور حیات والدین بعد موت نکاح زمانہ کفر کی منافی
نہین اور نہ اوسکے منافی جو فقہ اکبر مین امام کی طرف
منسوب کی گئی اور نہ اوسکی جو صحیح مسلم مین ہے اور ایمان کا
وقت معاینہ غیر نافع ہونا تو پہر بعد موت کیسے ہو سکتا ہے
تو یہ اوس خصوصیت کی علاوہ ہے جس سے اللہ تعالے نے
اپنے نبی صلعم کو بزرگ کیا اور علمانے کہا کہ آیات و احادیث
اون کل باتونکی ناسخ ہین جسکے مخالف حدیثین مسلم وغیرہ مین
ہین اور اس مسئلہ پر ایک جماعت گذری جنکے آخر امام حفاظ
ابن حجر عسقلانی ہین۔ قول سیوطی تمام ہوا۔

دوسری سبیل۔ یہ کہ اللہ نے اونکو آنحضرت صلعم کیلیے
زندہ کیا اور وہ اونپر ایمان لائے اور یہ واقعہ حجۃ الوداع مین
ہوا اور اسکی طرف بہت سے ائمہ و حفاظ حدیث مائل
ہوے ہین اور حدیث حضرت عایشہ سے استناد کیا ہے

ائمة وجعلوه ناسخا لما خالفه من الاحاديث
ونصوا على انه متاخر عما خالفه وقد ايد بعضهم
بالقاعدة التي اتفق عليها الامة انه ما اوتي
نبي من الانبياء معجزة الا واوتي نبينا صلعم
مثلها وقد احيا الله لعيسى الموتى من قبورهم
ولموسى قتيل بني اسرائيل ولم ينقل عن
نبينا من ذلك غير هذه القصة فلا بد ان تكون كذلك

السبيل الثالث - انهما كانا على التوحيد
ودين ابراهيم كما كان على ذلك طايفة من
العرب كزيد ابن عمر ابن نفيل وقس ابن ساعدة
وغيرهما ومشى على هذا الطريق الامام فخر الدين
الرازي وزاد ان اباء النبي كلهم الى ادم على التوحيد
لم يكن فيهم مشرك انتهى ومما يؤيد هذا القول
احاديث منها ما اخرج البيهقي والطبراني وابو نعيم
عن ابن عمر قال قال رسول الله صلعم ان الله
خلق الخلق فاختار من الخلق بني ادم واختار
من بني ادم العرب واختار من العرب مضر
واختار من مضر قريش واختار من قريش بني هاشم
واختارني من بني هاشم فانا من خيار الى خيار

جسکو ائمہ نے روایت کیا اور اوسے اوسکی مخالف حدیثون کا
ناسخ کیا اور اس امر پر دلیل لائے کہ وہ اپنی مخالف سے متاخر ہے اور
بعض نے اوسکی تائید اوس قاعدہ سے کی ہے جسپر امت متفق ہوئی ہے
جو یہ ہے کہ کسی نبی کو ایسا معجزہ نہیں دیا گیا جو آپکو نہ دیا گیا ہو اللہ نے
عیسی علیہ السلام کے لیے مردون کو قبر سے اور موسی علیہ السلام کے
لیے قتیل بنی اسرائیل کو زندہ کردیا اور ہمارے حضرت سے ایسا
کوئی معجزہ بجز اسکے منقول نہیں لہذا ضرور ہے کہ ایسا ہوا ہو

تیسری سبیل - یہ کہ وہ توحید و دین ابراہیمی پر تھے
جسپر اکثر اہل عرب تھے جیسے زید ابن عمر بن نفیل
وقس بن ساعدہ وغیرہ اور اسی طرف امام فخر الدین
رازی گئے ہین اونہون نے اتنا اور کہا ہے کہ آبا
نبی صلعم حضرت آدم تک سب موحد تھے کوئی مشرک
نہ تھا اور اس قول کی موید حدیثین ہین جن مین سے
یہ ہے جو بیہقی وطبرانی وابو نعیم نے حضرت ابن
عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ نے
خلق کو پیدا کیا اور اوس مین بنی آدم کو اختیار
کیا اور بنی آدم سے عرب اور عرب سے مضر
اور مضر سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم
اور بنی ہاشم سے مجکو تو مین بہتر بہترین ہون -

واخرج البیہقی عن محمد ابن علی ان رسول
اللہ صلعم قال کذا واخرج البیہقی والطبرانی
وابونعیم عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ
ان اللہ قسم الخلق قسمین فجعلنی فی خیرھما
قسما ثم جعل القسمین اثلاثا فجعلنی فی خیرھا
ثلاثا ثم جعل الاثلاث قبائل فجعلنی فی خیرھا
قبیلة ثم جعل القبائل بیوتا فجعلنی فی خیرھا
بیتا واخرج البیہقی وابن عساکر من طریق مالک
عن الزھری عن انس ان النبی صلعم قال ما
افترق الناس فرقتین الا جعلنی اللہ فی خیرھما
فاخرجت من بین ابوی فلم یصبنی شیء من
الجاھلیة وخرجت من نکاح ولم اخرج من
سفاح من لدن آدم حتی انتھیت الی ابی
وامی فانا خیرکم ابا واخرج الترمذی وحسنہ
البیہقی وابونعیم عن العباس بن عبد المطلب
قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ حین خلقنی
جعلنی من خیر خلقه ثم حین خلق القبائل
جعلنی من خیرھم قبیلة وحین خلق الانفس جعلنی
من خیر انفسھم ثم حین خلق البیوت جعلنی من خیر بیوتھم

اور بیہقی نے محمد بن علی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے
ایسا ہی فرمایا اور بیہقی وطبرانی وابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے خلق کو دو قسموں پر تقسیم
کیا اور مجھکو بہترین قسم میں کیا پھر دونوں کا ثلث کیا اور جو
اون میں بہتر تھا اوسمیں مجھکو رکھا پھر اونکے قبائل بنائے
اور مجھکو بہترین قبیلہ میں رکھا پھر قبائل کے گھر بنائے اور مجھکو
بہترین گھر میں رکھا اور بیہقی وابن عساکر نے بطریق مالک
زہری سے اور اونہوں نے انس سے روایت کی کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ فرقہ فرقہ ہو گئے اور
بہترین فرقہ میں مجھکو اللہ نے رکھا یہانتک کہ میں اپنے
ماں باپ سے پیدا ہوا اور مجھکو جاہلیت کی کسی چیز سے
لگاؤ نہیں اور میں نکاح سے ہوا نہ زنا سے آدم سے لیکر
اپنے ماں باپ تک پس میں تم لوگوں سے نسب میں اچھا
ہوں اور ترمذی نے روایت کی اور بیہقی نے اس کو بہت
حسن قرار دیا اور ابونعیم نے عباس بن عبد المطلب سے
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے جب مجھکو پیدا کیا تو
بہترین خلق میں رکھا پھر جب قبائل پیدا کیے تو بہترین
قبیلہ میں رکھا اور جب نفسوں کو پیدا کیا تو بہترین نفوس میں
رکھا پھر جب گھروں کو پیدا کیا تو بہترین گھروں میں رکھا

واخرج البخاري عن ابي هريرة ان رسول
الله صلعم قال بعثت من خير قرون بني ادم
قرنا فقرنا حتى بعثت من القرن الذي كنت فيه
واخرج ابو نعيم من طرق عن ابن عباس قال
قال رسول الله لم يزل ينقلني من الاصلاب
الطيبة الى الارحام الطاهرة مصفى مهذبا
لا تنشعب شعبتان الا كنت في خيرهما واخرج
مسلم والترمذي عن واثلة ابن الاسقع قال
قال رسول الله ان الله اصطفى من ولد
ابراهيم اسمعيل ومن اسمعيل بني كنانة ومن
بني كنانة قريشا ومن قريش بني هاشم واصطفاني
من بني هاشم واخرج ابن سعد عن ابي صالح
عن ابن عباس قال قال رسول الله خير العرب
مضر وخير مضر بنو عبد مناف وخير بني عبد مناف
بنو هاشم وخير بني هاشم بنو عبد المطلب والله
ما افترق فرقتان منذ خلق الله ادم الا كنت
في خيرهما واخرج البيهقي والطبراني في الاوسط
وابن عساكر عن عائشة قال قال رسول الله قال لي
جبرئيل قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد رجلا

اور بخاری نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ مین بہترین قرون بنی آدم مین قرنا بعد قرن مبعوث
ہوا یہانتک کہ اوس قرن مین مبعوث ہوا جسمین کہ ہون
اور ابو نعیم نے کئی طریقون سے ابن عباس سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین ہمیشہ اصلاب طیبہ سے
ارحام طاہرہ مین مصفے و مہذب منتقل ہوتا رہا اور جب
دو شاخین ہوئین تو مین بہتر شاخ مین ہوا اور مسلم و ترمذی نے
واثلہ بن اسقع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ اللہ نے اولاد ابراہیم مین اسمعیل اور اولاد اسمعیل مین بنی کنانہ
اور بنی کنانہ مین قریش اور قریش مین بنی ہاشم اور بنی ہاشم
مجکو برگزیدہ کیا اور ابن سعد نے ابی صالح سے اونہون نے
ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
بہترین عرب مضر اور بہترین مضر بنو عبد مناف اور بہترین
بنو عبد مناف بنو ہاشم اور بہترین بنی ہاشم بنو عبد المطلب ہین
اور خدا کی قسم آدم کے وقت سے ابتک جب کبھی دو گروہ
ہوئے تو مین بہتر گروہ مین ہوا کیا اور بیہقی و طبرانی نے
اوسط مین اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھسے جبرئیل
نے کہا کہ مین روے زمین پر پھرا مگر کسی کو

افضل من محمد ولم اجد بنی اب افضل من
بنی هاشم واخرج ابن عساکر عن ابی هریرة قال
قال رسول الله صلعم ما ولدتنی بغی قط منذ خرجت
من صلب آدم ولم تنازعنی الامم کابرا عن کابر
حتی خرجت من افضل حیین من العرب
هاشم وزهرة کذا فی الخصائص انتهی فهذه
الاحادیث مصرحة بالاصطفاء والافضلیة لکل
طبقة کان صلعم فیها من آدم الی ابویه فهم
کلهم مسلمون لما تقرر انها لا یتحقق الا باسلامهما
ومن جملة هذه الاحادیث حدیثا الصحیحین البخاری
ومسلم وان مثلها غیرهما فی التنزیه لاشتراکهما
فی المعنی کحدیث ابن عباس ما بین نوح وآدم
من الآباء کانوا مسلمین او علی الاسلام وکحدیث
علی وابن عباس ما خلت الارض من بعد
نوح الخ وغیرهما من الاحادیث المصرحة باسلام
الآباء انتهی وایضا ذکر السیوطی فی سبیل الرابع
دلیلا حیث قال وقد وجدت له ادلة قویة ما بین عام
وخاص والعام مرکب من مقدمتین احدهما حدیث
البخاری وثانیهما الحدیثان اللذان علی شرط الشیخین

محمد صلعم سی اور بنی ہاشم سی کسی قبیلہ کو افضل نہ پایا اور ابن عساکر نی
ابی ہریرہ سی روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نی فرمایا کہ مجھکو ہرگز کسی
بدکار عورت نی پیدا نہین کیا جب سی کہ مین پشت آدم سی نکلا اور ہمیشہ
امتین ایک دوسرے سے جھگڑتی رہین یہانتک کہ مین بہترین
قبائل عرب ہاشم وزہرہ سے ظاہر ہوا جیسا کہ خصائص الکبری
مین ہی انتہی پس حضرت آدم سے اپنے والدین تک جس
طبقہ مین آپ تشریف لائے ہر طبقہ کی افضلیت و بزرگی
یہ حدیثین شاہد ہین تو وہ سب مسلمان تھے چنانچہ مسلمہ بات ہے
کہ یہ امر بغیر اونکے اسلام کے ثابت نہین ہوسکتا اور منجملہ
ان حدیثون کے دو حدیثین صحیح بخاری ومسلم کی ہین اور
ویسی ہی اور بہی تنزیہ مین بوجہ اونکے معنون مین مشترک ہونے کے
جیسے ابن عباس کی حدیث کہ درمیان آدم ونوح سب آبا
مسلمان تھے یا اسلام پر تھے یا جیسے علی وابن عباس کی
حدیث کہ ما خلت الارض الخ وغیرہ جو اسلام
آبا کی تصریح کرتی ہین انتہی سیوطی نے سبیل رابع مین ایک
دلیل اور بہی یہ ذکر کی ہے کہ اور مین نے اوسکے لیے قوی
دلیلین مابین عام وخاص پائی ہین پس عام دو مقدمون سے
مرکب ہین ایک حدیث بخاری اور دوسری
اون دو حدیثون سے جو بر شرط شیخین ہین

وحصل النتيجة منها ان كل السلسلة العالية
على التوحيد انتهى ملخصاً فهذه النتيجة ايضاً
لحقت الاية بيانا بمقتضى القاعدة الاصولية التي
تقدمت فثبت ان هذه السلسلة مسلمة مرحومة
لان كل السلسلة ثبت من وبالوالدين احسانا
بحيث الاستغراق واسلامهما ثبت من وقل
رب ارحمهما فان قيل كيف يتوجه اليه هذه الخطابات
مع ان ابويه وقت نزولها كانا ميتين فلم يبلغا عنده
الكبر ولم يتحقق التربية عنهما فلا يصدق فيه
فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما
واخفض لهما جناح الذل من الرحمة - اقول لو كان
كذلك لزم ان كل من كان ابواه ميتين لا يتوجه
وبالوالدين احسانا وقل رب ارحمهما والدعاء بالرحمة
لهما من الاحسان فلو لم يتوجه هذه الخطابات
الى من مات ابواه لا يحسن ومن الاحسان طلب الرحمة
لهما وليس فليس فيتحقق ان هذه الخطابات عامة
يتعلق بكل ما يليق به فقوله ان لا تعبدوا الا
اياه يتعلق بالمومن والكافر وان مات ابواه والاحسان
بالوالدين وطلب الرحمة لهما يتعلق بالمومنين

نتیجہ اوس سے یہ حاصل ہوا کہ پورا سلسلہ عالیہ توحید پر تھا انتہی توضیحہ
بھی بیان آیت مین اوس قاعدہ اصولیہ کے مقتضی سے جو بیان ہوچکا
لاحق ہوا تو ثابت ہوا کہ یہ سلسلہ مسلمہ مرحومہ ہے کیونکہ پورا سلسلہ
بحیثیت استغراق وبالوالدین احسانا سے اور اونکا
اسلام وقل رب ارحمہما سے ثابت ہوا اگر یہ کہا
جاے کہ یہ خطابات آپکی طرف کیسے منسوب ہونگی در انحالیکہ
آپکے والدین نزول آیت کے قبل وفات پاچکے تھے
اور بوڑھے نہین ہوے تھے اور نہ تربیت اونسے ثابت
ہوئی تھی تو اسمین آیۃ فلا تقل لہما الخ صادق نہ آویگی
مین کہتا ہون کہ اگر ایسا ہوتا لازم آتا کہ جسکے ماں باپ
مرجاتے اوسکو وبالوالدین الخ پر توجہ نہ دلای جاتی
حالانکہ دعاے رحمت اونکے لیے احسان ہے اگر
یہ خطابات اوسکی طرف نہ متوجہ ہوتے جسکے ماں باپ
مرگئے تو وہ اون سے احسان نہ کرتا جو اون کے لیے
طلب رحمت ہے اور جب یہ نہین تو وہ نہین لہذا ثابت
ہوا کہ یہ خطابات عام ہین اور ہر شخص سے جو اسکے لائق ہو
متعلق لہذا ارشاد ان لا تعبدوا الخ مومن و کافر کے
متعلق ہے اگرچہ اونکے ماں باپ مرچکے ہون اور
احسان بالوالدین و طلب رحمت مومنین سے متعلق

وان مات ابواهم ما لم يمنع منه كفرهما

ولا تقل لهما اف ولا تنهرهما واخفض لهما جناح

الذل يتعلق بمن ابواه حيان انتهى ـ

الفصل الثالث ـ واذا علمت هذا

فنقول ما في الفقه الاكبر ان والداه صلعم ماتا

على الكفر فمدسوس على الامام ويدل عليه

ان النسخ المعتمدة ليس فيها شيء من ذلك

وقال ابن حجر المكي في فتاواه والموجود فيها

ذلك لابي حنيفة محمد ابن يوسف البخاري لا لابي

حنيفة النعمان ابن ثابت الكوفي وعلى تسليم ان

الامام قال فمعناه انهما ماتا في زمن الكفر

وهذا لا يقتضي اتصافهما به ـ قلت ليس العجب

من الالحاق فان الاشتراك في الكنى ثابت كما

في القاموس ابوحنيفة كنية عشرين من الفقهاء

اشهرهم امام الفقهاء النعمان رضي الله عنه

فيمكن ان يلحق احد منهم هذه ايضا كما

لحق اكثر المسائل وطعنوا المخالفين بقلة

الباع ومن اشتراك الكنية وقعوا في

الشك فخبطوا تخبطوا ونسبوا المسئلة

اگرچہ اونکے ماں باپ مرچکے ہوں جبتک اوس سے

مانع اونکا کفر نہ ہوا ور ولا تقل لهما الخ اوس شخص سے

متعلق جسکے ماں باپ زندہ ہوں ـ

تیسری فصل ـ جب تمکو یہ معلوم ہوگیا تو اب

ہم کہتے ہیں کہ فقہ اکبر میں جو یہ ہے کہ والدین آنحضرت صلعم

کفر پر مرے تو یہ امام پر مدسوس ہے اس دلیل سے

کہ نسخہائے معتبرہ میں یہ کچھ نہیں ہے ابن حجر مکی اپنے

فتاوے میں لکھتے ہیں کہ یہ ابی حنیفہ محمد ابن یوسف

بخاری کا قول ہے نہ ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کا

اور اگر یہ مان بھی لیا جاسے کہ یہ امام کا قول ہے

تو اوسکے معنی یہ ہیں کہ وہ زمانہ کفر میں مرے اور یہ اونکے

کافر ہونے کا مقتضی نہیں انتہی میرے نزدیک عجب ہے

نہیں اگر یہ قول ملا دیا گیا ہو کیونکہ کنیت میں اشتراک

ثابت ہے چنانچہ قاموس میں ہے کہ ابوحنیفہ بیس

فقہا کی کنیت ہے سب میں زیادہ مشہور امام الفقہا

نعمان رضی اللہ عنہ کی تو ممکن ہے کہ اون میں سے

کسی نے اسے بھی ملا دیا ہو جیسے کہ اکثر مسائل ملا دیے

ہیں اور مخالفین نے نا سمجھی سے طعن کیا ہی اور کنیت مشترک

ہونیکی وجہ سے شک میں پڑگئے اور خبط میں پڑ کر دونونکو خلط

الی الامام الاعظم وفی الواقع لیس من
الامام کما نصوا علیه الاعلام واقول ایضا
لا یمکن ان یکون هذا القول لابی حنیفة
رضی الله عنه فانه تقدم اقساما من الحدیث
علی القیاس وان کان ضعیفا بل تقدم قول
الصحابة علی رائه کما ذکره الشیخ عبد الحق
فی فتح المنان انه رضی الله عنه تقدم اقساما
من حدیث علی القیاس ویعمل بالحدیث
وان کان ضعیفا کحدیث القهقهة والتوضی
بالنبیذ مع ما فیهما من الضعف والالتباس
وجوز نسخ الکتاب بالمشهور من الحدیث
المأثور ویعمل بالمراسیل من غیر توقف وتاویل
ولا یعمل بالقیاس الا ما کانت علة موثرة
لا بقیاس شبه وطرد فانها متروکة عنده
غیر مقبول کما حقق فی کتب الاصول وهو
یوجب تقلید الصحابة ویخص اقوالهم بالصحة
والاصابة وقال الامام الحجة عبد الله بن
مبارك سمعت ابا حنیفة یقول ما جاء
عن رسول الله صلعم من الاحادیث فبالرأس

ڈالدیا اور مسئلہ کو امام اعظم کی طرف منسوب کر دیا ہے
حالانکہ وہ بھی امام کا قول نہین جیسا کہ بزرگون نے
خبر دی میرے نزدیک بھی ممکن نہین کہ یہ امام صاحب کا
قول ہو کیونکہ اونھون نے بہت سی اقسام حدیث کو
اگرچہ ضعیف ہون قیاس پر مقدم کیا بلکہ اقوال صحابہ کو
اپنی رائے پر ترجیح دی جیسا کہ شیخ عبد الحق نے فتح المنان
مین ذکر کیا کہ امام صاحب اقسام حدیث کو قیاس پر
مقدم کرتے تھے اور حدیث پر اگرچہ ضعیف ہو عمل
کرتے تھے جیسے قہقہہ یا نبیذ سے وضو کرنیکی حدیثین
حالانکہ یہ ضعیف ومشکوک ہین اور آیۃ کے حدیث ماثور
مشہور سے منسوخ ہونے اور احادیث مرسل پہ
عمل کرنے کو بلا توقف وتاویل جائز رکھتے تھے اور
قیاس پر عمل نہ کیا جاسکے گا جب تک علت موثرہ
نہ ہو بقیاس شبہہ وطرد وہ اون کے نزدیک متروک
وغیر مقبول ہے جیسا کہ کتب اصول مین ہے
اور امام صاحب تقلید صحابہ کو واجب اور اونکے
اقوال کو خصوصا صحیح ودرست جانتے ہین امام الحجۃ عبد اللہ
بن مبارک نے کہا کہ مین نے ابو حنیفہ کو یہ کہتے سنا
کہ جو حدیثین رسول اللہ صلعم سے آوین وہ ہماری

والعين وما جاء من الصحابة من الآثار
فكذلك نختار بلا شك وريب ولكن اذا جاء
من التابعين فنحن وهم سواء ونزاحمهم
في البحث وكنا للحق طالبين ونقل عن الشيخ
فضيل بن عياض انه قال قال ابو حنيفة اذا
جاء حديث اتبعه وان جاء عن الصحابة
وقدماء التابعين رضي اتبعهم واقتدي والا
اجتهد وقال الحافظ محمد بن حزم الظاهري
ان اصحاب ابي حنيفة كلهم متفقون على
ان الحديث وان كان ضعيفا اقدم واولى
من الاجتهاد انتهى وفي خيرات الحسان
قال ابن حزم جميع الحنفية متفقون على
ان مذهب ابي حنيفة ان ضعيف الحديث عنده
اولى من الرای فتامل هذا الاعتبار بالاحاديث
وعظم جلالتها وموقعها عنده ومن ثم قدم العمل
بالاحاديث المرسلة على العمل بالرای انتهى۔
وفي مقدمة ابن الصلاح وشرح الفية الحديث
قال ابو عبد الله بن منده عنه اي عن ابي داود
انه يخرج الاسناد الضعيف اذا لم يجد في الباب

انکھون پر اور جو حدیثین صحابہ سے آوین تو اونکو بہی بلاشک
ہم اختیار کرتے ہین لیکن جب تابعین سے آوین گی
تو وہ اور ہم برابر ہین ہم اونسے بحث کرکے طالب حق
ہونگے اور شیخ فضیل بن عیاض فرماتے تہے کہ ابو حنیفہ کا
قول ہے کہ جب حدیث آئیگی تو ہم اوسکی متابعت
کرینگے اور اگر صحابہ وقدیم تابعین سے ہوگی تو بہی
اوسکی متابعت کرینگے ورنہ اجتہاد کرین گے اور حافظ
محمد بن حزم ظاہری نے کہا کہ اصحاب ابی حنیفہ اس کی
متفق ہین کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہو وہ اجتہاد سے
مقدم وبہتر ہے انتہی۔ اور خیرات الحسان مین ہے
کہ ابن حزم نے کہا کہ کل حنفیہ اسپر متفق ہین کہ ابو حنیفہ رض
کے نزدیک حدیث ضعیف راے سے بہتر ہے تو
دیکھو کہ امام صاحب حدیث کا کسقدر اعتبار وتعظیم
کرتے تہے اور اسی لیے اونہون نے احادیث مرسل کے
عمل کو عمل بالراے پر مقدم کیا انتہی۔ اور مقدمہ ابن
صلاح وشرح الفیۃ الحدیث مین ہے کہ ابو عبید اللہ
بن مندہ نے اونسے یعنی ابی داود سے روایت کرکے
کہا کہ وہ اسناد ضعیف کو بہی جب اوس باب مین
سوا اوسکے کچہ نہین ہوتا تو روایت کرتے ہین اور وہ

غيره وانه اقوى عنده من اراء الرجال واختلف
العلماء فى الاحتجاج بالمرسل فذهب مالك بن
انس وابوحنيفة النعمان بن ثابت الى الاحتجاج
به انتهى وقال النووى فى مقدمة شرح صحيح مسلم
مذهب مالك واحمد وابى حنيفة واكثر
الفقهاء انه يحتج به وفى تدريب الراوى شرح
تقريب النواوى وفتح المغيث شرح الفية الحديث
وللامام احمد ضعيف الحديث احب اليه من
راى الرجال لانه لايعدل الى القياس الا بعد
عدم النص فثبت ان القول باسلامهما بل
باسلام كل اباء الكرام هو بعينه مذهب الامام
القائل بعدم اسلامهما عملا بالوصية فان
قيل كيف غفل الامام عن هذه الاية وقال
ما قال وهو من اكبر المجتهدين - اقول
على تقدير تسليم هذا القول عنه لعل لم
يبلغه الاحاديث اللاحقة للاية المبنية
لعمومها واجمالها ونسخ ما انسخ منها
وتفسيرها واحكامها لان الاحاديث
كانت متفرقة فى الصحابة والتابعين

اونکے نزدیک آدمیون کی رائے سے قوی ہے اور
علماء نے حدیث مرسل سے حجت لانے مین اختلاف
کیا ہے امام مالک بن انس وابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے
نزدیک تو اوس سے حجت لینا چاہیے نووی نے مقدمہ
شرح صحیح مسلم مین لکھا کہ مالک واحمد وابی حنیفہ واکثر
فقہا کا مذہب یہ ہے کہ اوس سے حجت لانا چاہیے
اور تدریب الراوی شرح تقریب النواوی فتح المغیث
شرح الفیۃ الحدیث مین ہے کہ امام احمد کے نزدیک
حدیث ضعیف آدمیون کی رائے سے بہتر ہے اسلیے
کہ وہ جبتک نص ہو قیاس کی طرف نہین جاتے لہذا
ثابت ہوا کہ اسلام ابوین بلکہ کل آباء کرام کا قائل ہونا
یہی بعینہ اوس امام کا مذہب ہے جو اون دونون کے
عدم اسلام کا قائل ہے عملاً بالوصیۃ اب اگر یہ کہا جائے
کہ امام اس آیۃ سے غافل ہوکر کیسے یہ کہہ بیٹھے
حالانکہ وہ سب سے بڑے مجتہد تھے تو مین کہونگا کہ اگر
یہ مان لیا جائے کہ یہ قول اونکا ہے تو شاید اونکو
وہ حدیثین نہین پہنچین جو آیۃ مذکورہ کے عام اور
مجمل ہونے پر شامل ہین اور اون مین سے بعض منسوخ
اور مختلف التفسیر والاحکام ہین اسلیے کہ حدیثین صحابہ و تابعین مین

المتفرقين في اقطار البلاد ولم تزل تجتمع شيئاً
فشيئاً كما روي عن الامام مالك رضي الله عنه
لما قال له هارون الرشيد اني عزمت ان احمل
الناس على الموطاء كما حمل عثمان الناس على
القرآن فقال لا سبيل الى ذلك لان اصحاب
رسول الله صلعم افترقوا بعده في الامصار فحدثوا
فعند اهل كل مصر علم وروي عن غير مالك
نحو ما هنالك على ان الخطاء غير مستحيل على المجتهد
كما هو مشهور ان المجتهد يخطي ويصيب وعلى
تقدير ثبوت ان هذه المسئلة قالها الامام
يمكن انه رجع عن هذا القول كما رجع عن اقوال
الاخر وذلك مقتضى الاجتهاد وهو ماجور
في ذلك ولم يذكرها في رسالة وصية في مرضه
ولا ذكرها الامام الطحاوي في العقيدة التي
ترجمها ببيان اعتقاد ابي حنيفة وابي يوسف
ومحمد بن الحسن وكذلك نسخ الفقه الاكبر
مختلفة فهذه العبارة توجد في البعض
ووالدا محمد صلعم ماتا على الايمان وفي
بعضها ليس فهذه اقرائن تقوي احتمال

متفرق تھین جو مختلف شہرون مین متفرق تھے اور ہمیشہ
کچھہ نہ کچھہ جمع ہوئین چنانچہ امام مالک رضہ سے جب
ہارون رشید نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ لوگون کو
موطاء پر متفق کرون جس طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے
لوگون کو قرآن پر متفق کیا تو امام مالک نے کہا
کہ ایسا نہین ہو سکتا کیونکہ صحابہ رسول اللہ صلعم
اونکے بعد شہرون مین متفرق ہو گئے اور حدیثین
بیان کین تو ہر شہری کے پاس ایک علم ہے اور
غیر مالک سے ایسا ہی کچھہ مروی ہے علاوہ اسکے
مجتہد سے خطا دشوار نہین مجتہد کا خطا و صواب کرنا
مشہور ہے اور اگر یہ مان لیا جاوے کہ یہ امام کا قول ہے
تو ممکن ہے کہ اونہون نے اس قول سے بھی اور
قولون کی طرح رجوع کی ہو اور یہ مقتضاے اجتہاد ہے
جس مین وہ ماجور ہین اور اس کو اپنے رسالہ وصیت مین
جو بحالت مرض لکھا تھا نہ ذکر کیا اور نہ امام طحاوی نے
کتاب مسمے بہ عقیدہ مین ذکر کیا ہے جو بیان عقائد
ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد بن حسن مین ہے اسی طرح
نسخہ ہای فقہ اکبر مختلف ہین یہ عبارت بعض مین تو پائی جاتی
ہے کہ والدین آنحضرت ایمان پر مرے اور بعض مین نہین تو یہ قرینے

ان هذه العبارة ليست من نسخة الامام
بل لعلها ادخلت -

الفصل الرابع وما قال ملا على القاری
فی شرح فقه الاکبر عند قول الامام الاعظم
ووالدا رسول الله صلعم ماتا على الكفر هذا
رد على من قال انهما ماتا على الايمان او
على الكفر ثم احياهما الله فماتا على الايقان
وقد افردت لهذه المسئلة رسالة مستقلة
ودفعت ما ذكره السيوطى فى رسائله الثلاثة
فى تقوية هذه المقالة بالادلة الجامعة المجتمعة
من الكتاب والسنة والقياس واجماع الامة ومن
غريب ما وقع فى هذه القضية انكار بعض الجهال
من الحنفية على ما فى بسط هذا الكلام بل اشار
الى انه غير لايق بمقام الامام وهذا بعينه كما قال
الضال جهم بن صفوان وددت ان احك من المصحف
قوله تعالى ثم استوى على العرش واشارة الضال
الاخر وهو احمد بن ابی دؤد القاضی الى الخليفة المامون
ان يكتب على ستر الكعبة ليس كمثله شئ وهو العزيز الحكيم
وقول الرافضى الاكبر انه برئ من المصحف الذى فيه نعت

اس احتمال کو قوی کرتے ہین کہ یہ عبارت امام کے
نسخہ کی نہین ہے بلکہ شاید داخل کردی گئی ہے۔

چوتھی فصل - ملا علی قاری نے جو شرح فقہ اکبر مین
امام اعظم کے اس قول پر کہ آنحضرت صلعم کے والدین
کفر پر مرے - کہا کہ یہ اوسپر رد ہے جو اسکا قائل ہے
کہ وہ ایمان یا کفر پر مرے پھر اونکو اللہ نے زندہ کیا
اور وہ ایقان پر مرے اور مین نے اس مسئلہ پر ایک مستقل
رسالہ لکھا ہے جسمین سیوطی کے وہ اقوال جو اونہون نے
اسکی تقویت مین ذکر کیے ہین دلائل جامعہ مجتمعہ یعنی کتاب
وسنت وقیاس واجماع امت سے دفع کیے ہین اور
اس قضیہ مین جو عجیب بات واقع ہوئی وہ یہ ہے
کہ بعض جاہل حنفیہ اس کے منکر ہین بلکہ یہ کہتے ہین
کہ یہ امام کے لائق نہین یہ بعینہ ویسے ہے جیسے
جہم بن صفوان گمراہ نے کہا کہ مین قرآن شریف سے
ثم استوی علی العرش کو مٹا دینا پسند
کرتا ہون یا دوسرے گمراہ احمد بن ابی داود قاضی
کا خلیفہ مامون رشید سے اشارہ کہ پردہ کعبہ پر
لیس کمثلہ الخ لکھا جاے یا رافضی اکبر کا قول
کہ مین اوس قرآن سے بیزار ہون جس مین صفت

۴ یعنی نہین ہے مثل اسکے کوئی چیز اور وہ عزت والا حکمت والا ہے

الصديق الاكبرؓ انتهى كلامه وايضاً فى شرحه
على المشكوة عند هذا الحديث وعن ابى هريرة
قال زار النبى قبر امه فبكى وابكى من حوله فقال
استاذنت ربى ان استغفر لها فلم يوذن لى و
استاذنته ان ازور قبرها فاذن لى واغرب
ابن حجر حيث قال ولعل حكمة عدم الاذن فى
الاستغفار لها اتمام النعمة عليه باحيائها له
بعد ذلك على ان تصير من اكابر المومنين او
الامهال على احيائها لتومن به فتستحق الاستغفار
الكامل حينئذٍ انتهى وفيه ان قبل الايمان
لا يستحق الاستغفار مطلقاً ثم الجمهور على
ان والديه ماتا على الكفر وهذا الحديث
اصح ما ورد فى حقهما واما قول ابن حجر وحديث
احيائهما حتى امنا به ثم توفيا حديث صحيح
وممن صححه الامام القرطبى والحافظ ابن ناصر الدين
فعلى تقدير الصحة لا يصلح ان تكون معارضاً
لحديث مسلم مع ان الحفاظ ضعفوا فيه ومنعوا
جوازه ايضاً بان ايمان الباس غير مقبول
اجماعاً كما يدل عليه الكتاب والسنة والايمان

صدیق اکبر ہو کلام اونکا ختم ہوا۔ اور ایسا ہی کچھ اونکی شرح
مشکوۃ مین بہی ہے اس حدیث کے متعلق (ابی ہریرہ سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت
کی پہر روئے اور جو آپکے ساتھ تہے اونکو رولایا پہر فرمایا کہ مین نے خدا سے
اونکے لیے مغفرت چاہی تو مجھکو اجازت نہ دیگئی پہر زیارت قبر کی اجازت
مانگی جو دیگئی) کہ اور نہایت عجیب ابن حجر کا یہ قول ہے کہ شاید
آنحضرت صلعم کو استغفار کی اجازت نہ دینے مین یہ حکمت ہو کہ
آپ پر اون دونون کو زندہ کردینے کی وجہ سے اتمام نعمت ہو تاکہ
وہ اکابر مومنین سے ہو جائین یا اسلیے توقف کیا جائے کہ وہ زندہ
ہو کر ایمان لائین اور استغفار کامل کے مستحق ہون اور یہ اسلیے کہ قبل
ایمان استغفار کا مطلقاً مستحق نہین ہوتا ہے پہر اس بابت جمہور
متفق ہین کہ والدین آنحضرت صلعم کفر پر مرے اور یہ حدیث
اون حدیثون سے جو اونکے حق مین وارد ہوئین زیادہ صحیح ہے
اب ابن حجر کا یہ قول کہ اونکے زندہ ہو کر ایمان لانے پہر فوت
ہونیکی حدیث صحیح ہے اور اسکے صحیح ماننے والون مین سے
امام قرطبی اور حافظ ابن ناصر الدین ہین اگر صحیح بہی ہو تو
حدیث مسلم کے معارض نہین ہو سکتی باوجودیکہ
حفاظ نے تاویل کی ہے اور ناجائز بہی قرار دیا کیونکہ
ایمان باس اجماعاً مقبول نہین جسپر کتاب و سنت دال ہین اور ایمان

المطلوب من المكلف انما هو الايمان الغيبي
وقد قال تعالى ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه
وهذا الحديث الصحيح صريح ايضا في رد ما ثبتته
بعضهم بانهما كانا من اهل الفترة ولا عذاب
عليهم مع اختلاف في المسئلة انتهى اقول
غلو علي القاري في هذه المسئلة شطط فانه
مع ان ذلك اهانة صريحة لرسول الله صلعم
وسوء ادب في جنابه لما رجح الحافظ السيوطي
اقوال القائلين باسلامهما بالدلائل فمع ما
ذكره من الخلاف لم يبق لدعوى الاجماع محل
واما قوله بالكتاب والسنة فحاله ان منهما
ما هو ضعيف لا يقوم به الحجة ومنهما ما هو
ماول ومحمول على خلاف ظاهره ومنهما ما هو
منسوخ فما بقي فيهما احتجاج كما حققت بعضه
ههنا ودريت بتحقيقها في رسائل السيوطي
ومن طالبها فليراجع اليها قوله بالقياس
فلا ادري ما المراد منه غير ان بعض ما ورد
في بعض اهل الفترة وقد تحقق في موضعه
ان اهل الفترة مختلف فيهم والجمهور على نجاتهم

مطلوب من المکلف ایمان غیبی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ولو ردوا الخ اور یہ حدیث صحیح اس امر کی صریح رد ہین ہے
جسکو بعض نے ثابت کیا کہ وہ اہل فترت سے تھے اور
اہل فترت پر عذاب نہین مع اختلاف مسئلہ انتہی۔
مین کہتا ہون کہ اس مسئلہ مین علی قاری کا غلو برا ہی کیونکہ
اس مین رسول اللہ صلعم کی صریحی اہانت اور اونکے
حضور مین بے ادبی ہے جب حافظ سیوطی نے اقوال
قائلین اسلام کو بدلائل ترجیح دی تو باوجود ذکر خلاف کے
بہی اون کے دعوے اجماع کے لیے محل باقی نہین رہا
اب علی قاری کا یہ قول کہ بالکتاب والسنۃ
تو اس کا حال یہ ہے کہ اون مین سے بعض ضعیف ہین
جنسے حجت قائم نہین ہو سکتی اور بعض ماول اور خلاف
ظاہر پر محمول اور بعض منسوخ ہین تو اوس سے احتجاج
باقی نہین جن مین سے بعض کی تحقیق مین نے رسائل سیوطی
سے کی جو اوس کا طالب ہو وہ اوس مین دیکہے۔
اب علی قاری کا یہ کہنا کہ بالقیاس تو مین یہ نہین
جانتا کہ اس سے کیا مراد ہے بجز اس کے کہ بعض بعض
اہلِ فترت کے نسبت وارد ہوئین اور یہ بات مقرر
ہو چکی کہ اہلِ فترت کے بارہ مین بہی اختلاف ہے جمہور اونکی نجات کے ہین

وبعضهم على انهم يمتحنون فى الآخرة مع ان
هذين الوالدين تقرر وتحرر انهما من اهل الفطرة
لا الفترة فبطل القياس وزال الالتباس ثم ما
اغرب غرابة على القارى فى كلام ابن حجر اما
لم يجئ له ان ابن الحجر فى نظره كرامة النبى صلعم
فاقتضى حسن ظنه بشأن ابويه فوجّه وجهاً
كاد وجيهاً واما قوله قبل الايمان لا يستحق
الاستغفار فليس له حاصل اذا اهل الفترة
عند الجمهور ناجون وكونهم اهل الفترة لا يمنع
الاستغفار لهم بل هم اليه احوج من غيرهم
كما اشار اليه ابن حجر لقوله فى حق امه عليه السلام
ودعوى الجمهور على موت ابويهما على الكفر ايضاً
كدعاويه السابقة لان هذه المسئلة راجعة
الى مسئلة اهل الفترة قال التفتازانى فى التلويح
اذا بلغ فى شاهق الجبل ولم تبلغه الدعوة
فمات ولم يسلم كان معذراً عند عامة المشائخ
انتهى وقال ابن حجر والذى عليه اكثر اهل السنة
والجماعة انه لا يجب توحيد ولا غيره الا بعد
ارسال الرسل وفى مكان آخر قال ما عليه

اور بعض اسکے قائل ہین کہ اونکا امتحان آخرت مین ہوگا
علاوہ اسکے ان والدین کی نسبت ثابت ہوچکا اور لکھا
جاچکا کہ وہ اہل فطرت سے ہین نہ فترت سے لہذا قیاس باطل
وشبہ زائل ہوگیا اور نہایت عجیب بات وہ ہے جو علی قاری نے
کلام ابن حجر کے متعلق لکھی شاید وہ یہ نہین جانتے کہ
ابن حجر کی نظر آنحضرت صلعم کی کرامت پر تھی جو شان
ابوین مین حسن ظن کی مقتضی ہوئی تو ایسی توجیہ کی جو تقریباً
وجیہ ہوگئی اور علی قاری کا یہ قول کہ ایمان کے قبل
استغفار کا استحقاق نہین فضول ہے اس لیے کہ
جمہور کے نزدیک اہل فترت ناجی ہین اور یہ اون کے
حق مین استغفار کو مانع نہین بلکہ وہ دوسرون کی نسبت
استغفار کے زیادہ محتاج ہین جسکی طرف ابن حجر نے اپنے
قول سے آنحضرت صلعم کی والدہ کی حق مین اشارہ کیا کہ جمہور کا
دعوے موت ابوین بحالت کفر پچھلے دعوون کی طرح ہے
کیونکہ یہ مسئلہ اہل فترت کے مسئلہ کی طرف راجع ہے تفتازانی نے
تلویح مین کہا کہ اگر کوئی پہاڑ کی چوٹی پر پہونچکر مرگیا اور اوسے
دعوت نہ پہونچی اور نہ اسلام لایا تو عام مشائخ کے نزدیک وہ معذور ہے
انتہی اور ابن حجر نے کہا کہ اکثر اہل سنت وجماعت کے نزدیک توحید
یا وراء توحید جبتک رسول نہ بھیجے جائین واجب نہین اور دوسری جگہ

الاشاعرة من اهل الكلام والاصول والشافعية
من الفقهاء ان اهل الفترة لا يعذبون انتهى
وكذا في المواهب قال الشعراني في اليواقيت
والجواهر اعلم يا اخي ان المراد باهل السنة والجماعة
في عرف الناس اليوم هو الشيخ الاشعري ومن
سبقه بالزمان كالشيخ ابي المنصور الماتريدي
وقد كان الماتريدي اماما عظيما في السنة
كالشيخ الاشعري ولكن لما غلب اصحاب الاشعري
على اصحاب الماتريدي كان الماتريدي اقل شهرة
فان اتباع الماتريدي ماوراء نهر سيحون
واما اتباع الاشعري فهم منتشرون في اكثر
بلاد الاسلام كخراسان والعراق والشام ومصر
وغيرها من البلاد ولذلك صار الناس
يقولون فلان عقيدته اشعرية وليس مرادهم
نفي صحة عقيدة غير الاشعري مطلقاً كما
اشار ذلك في شرح المقاصد انتهى قال اليافعي
في ذكر مناقب الاشعري فلما كثرت تواليفه
ونصر مذهب اهل السنة وبسطت تعلقت بها
اهل السنة من المالكية والشافعية والكثر الحنفية

کہ اشاعرہ اہل کلام واصول وفقہائے شافعیہ
کے نزدیک اہلِ فترت پر عذاب نہین ہوگا انتہی
کما فی المواہب۔ امام شعرانی یواقیت والجواہر مین
لکھتے ہین کہ آجکل عام طور پر اہل سنت وجماعت سے
شیخ اشعری مراد ہین اور وہ جو اون سے پہلے ہین
جیسے شیخ ابی منصور ماتریدی اور یہ شیخ اشعری کی طرح
اہلِ سنت کے بڑے امام تھے لیکن جب اصحابِ
اشعری اصحابِ ماتریدی سے بڑھ گئے تو ماتریدی کی
شہرت کم ہوگئی کیونکہ تابعین ماتریدی ماوراء نہر
سیحون ہین اور تابعین اشعری اکثر بلادِ اسلام
خراسان وعراق وشام ومصر مین پھیلے ہوی
ہین اسی لیے لوگ کہنے لگے کہ فلان اشعری عقیدہ
کا ہے جس سے اون کا مطلب غیر اشعری کے
عقیدہ کی نفی صحت مطلقاً نہین جیسا کہ شرح
مقاصد مین ہے انتہے۔ امام یافعی نے ذکر مناقبِ
اشعری مین لکھا ہے کہ جب اون کی تالیفات
بہت ہوئین اور مذہب اہل سنت مدد پاکر پھیلا
تو اون تالیفات سے بیشتر مالکیہ وشافعیہ
واکثر حنفیہ وابستہ ہوے اب اہلِ سنت

فاهل السنة بالمغرب والمشرق بلسانه يتكلمون
وبحجته يحتجون انتهى وكذا البيهقي في اثناء الكلام
في الثناء على الاشعري قال وكثرت الاصحاب
من الحنفية والمالكية والشافعية الى آخره
فهذه العبارات تنادي باعلاء النداء ان اكثر
اهل السنة هم الاشاعرة من المالكية والشافعية
واكثر الحنفية ولم يخرج الا قليل من الحنفية وهم
اهل ماوراء النهر فاذا كان نجاة اهل الفترة
مذهب الاشاعرة وهم من ذكر قبل فلا يصح
قوله ثم الجمهور على خلاف ذلك فليس الا عدم
التامل في ماهنالك بل قال الشيخ ابن
الهمام في عقيدة السائرة ما حاصله ان
الحنفية ايضا اختلفوا في من يبلغه الدعوة
ومات ولم يؤمن فعند ابي المنصور الماتريدي
واكثر المشائخ انه يخلدون في النار كمذهب
المعتزلة وعند ائمة البخاري من الحنفية
انه ليس من اهل النار كمذهب الاشاعرة
انتهى ولا شك انهم اقل والحنفية منتشرون
في اكثر بلاد الاسلام وحينئذ يتعين ان يقال

مغرب و مشرق مین انہین کے کلام و دلیل کو پیش
کرتے ہین انتہے اسی طرح بیہقی نے اثناے کلام
اشعری کی تعریف مین کہا کہ اور بہت ہو گئے
اصحاب حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ مین سے الی آخرہ
تو یہ عبارتین بلند آواز سے پکارتی ہین کہ بیشتر اہل سنت
اشاعرہ مالکیہ و شافعیہ و اکثر حنفیہ ہین اور خارج
کمتر حنفیہ ہین جو اہل ماوراء النہر ہین تو جب مذہب
اشاعرہ نجات اہل فترت ہوا اور اشاعرہ وہ ہین
جنکا ذکر ہو چکا تو علی قاری کا یہ قول صحیح نہین ہے
کہ ثم الجمہور الخ لہذا یہ قول محض سرسری ہے
بلکہ شیخ ابن ہمام نے عقیدہ سائرہ مین کہا جسکا خلاصہ
یہ ہے کہ حنفیہ نے بھی اون لوگون کے متعلق جو قبل
تبلیغ دعوت بلا ایمان مر جائین اختلاف کیا ہے
ابی منصور ماتریدی اور اکثر مشائخ کے نزدیک
تو وہ دوزخی ہین مثل مذہب معتزلہ کے اور ائمہ
بخاری حنفیہ کے نزدیک مثل مذہب اشاعرہ کے
وہ دوزخی نہین ہین انتہے اور بیشک وہ کم ہین
اور حنفیہ اکثر اسلامی شہرون مین پھیلے ہوے
ہین اور اس وقت یہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ

القول بأن اهل الفترة ناجون هو مذهب
جمهور الحنفية فضلا عن من سواهم من سائر
المذاهب واما قول على القاري ومنعوا جواز
ايضا بان ايمان الباس غير مقبول اجماعا فاجاب
ابن حجر بان كون الايمان لا ينفع بعد الموت
محله في غير الخصوصية والكرامة انتهى واما
ما قال هذا الحديث صريح في رد ما تثبت به
بعضهم فينبغي ان اقول لا رد فيه لذلك التثبيت
فانه ليس فيه الا عدم الاذن في الاستغفار
وهذا لا يقتضي عدم كونهما من اهل الفترة
لانه يمكن ان الاستغفار كان لامر خاص انتهى

خاتمه - في عنوان البصائر شرح اشباه
والنظائر اعلم ان السلف اختلفوا في ابوي
الرسول صلعم هل ماتا على الكفر ام لا فذهب
الى الاول جمع منهم صاحب التيسير وذهب
الى الثاني جماعة منهم متمسكين باحاديث دالة
على طهارة نسبه الشريف من دنس الشرك وشين
الكفر ونفر من الجمع الاول قالوا بنجاتهما من
النار منهم الامام القرطبي فانه قال ان الله

اہل فترت کا ناجی ہونا جمہور حنفیہ کا مذہب ہی باقی
مذاہب چھوڑ کر- اب علی قاری کا یہ قول کہ اس کے
جواز کو بھی منع کیا ہے اسلیے کہ ایمان یاس اجماعاً
مقبول نہین ابن حجر نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ
ایمان بعد موت کے نافع نہ ہونے کا محل خصوصیت
وکرامت کے ماسوا ہے انتہے- اور یہ جو علی قاری نے
کہا کہ یہ صریح حدیث اوس چیز کے رد مین ہے جو
بعض لوگ ثابت کرتے ہین تو مین کہہ سکتا ہون کہ
اس ثبوت کی رد اسمین نہین ہے کیونکہ اوسمین بجز
عدم اجازت استغفار کے اور کچھ نہین جو اونکی اہل فترت سے
نہ ہونے کا مقتضی نہین کیونکہ ممکن ہے کہ امر خاص کے لیے استغفار ہو انتہی

خاتمہ- عنوان البصائر شرح اشباہ والنظائر
مین ہے کہ سلف نے والدین آنحضرت صلعم کے متعلق
اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ کفر پر مرے یا نہین بہت لوگ تو
امر اول کیطرف گئے ہین اونہین مین صاحب تیسیر ہین اور بہت سے
امر ثانی کی طرف اور وہ اون احادیث سے تمسک ہین جو نسب
شریف کی کثافت شرک وکفر سے طاہر ہونے پر دلالت کرتی ہین
اور جماعت اول سے چند لوگ جو اونکی دوزخ سے نجات پانیکے
قائل ہین اونہین مین امام قرطبی ہین جو کہتے ہین کہ خدا نے

احیاهما له علیه السلام وآمنا به فان قلت
الیس الحدیث الذی ورد فی احیائهما موضوعًا
قلت زعمه بعض الناس الا ان الصواب انه
ضعیف لا موضوع ولقد احسن الحافظ ناصر الدین بن
الدمشقی حیث قال ؎

حبی الله النبی مزید فضل	علی فضل وکان به رؤفا
فاحیی امه وکذا اباه	لایمان به فضلا لطیفا
فسلم فالقدیم بذا قدیر	وان کان الحدیث به ضعیفا

نص علی کون الحدیث ضعیفا لا موضوعا۔

فائدة مهمة۔ قال الخفاجی فی نسیم
الریاض شرح شفاء قاضی عیاض قال النووی فی
الاذکار ذکر الفقهاء والمحدثون انه یجوز ویستحب
العمل فی الفضائل والترغیب والترهیب بالحدیث
الضعیف ما لم یکن موضوعا واما الاحکام کالحلال
والحرام والمعاملات فلا یعمل الا بالحدیث الصحیح
او الحسن الا ان یکون فی احتیاط فی شیء من ذلک
کما اذا ورد حدیث ضعیف بکراهة بعض البیوع
او الانکحة فان المستحب ان یتنزه عن ذلک ولکن لا یجب
وقال محمد بن علان البکری فی شرح الاذکار قال الزرکشی

اونکو آنحضرت صلعم کے لیے زندہ کردیا اور وہ آپ پر ایمان
لاے۔ اگر تم یہ کہو کہ حدیث احیاء کیا موضوع نہیں ہے
تو مین کہونگا کہ اگرچہ بعض نے اوسکو موضوع جانا ہی
مگر حقیقتًا وہ ضعیف ہے موضوع نہین حافظ ناصر الدین
دمشقی نے خوب کہا کہ ؎ اللہ نے نبی کی زیادہ بزرگی
ثابت کی اور وہ اونپر بہت مہربان تھا تو اون کی مان
اسی طرح باپ کو فضل لطیف سے اونپر ایمان لانے کیلیے زندہ کیا
لہذا مان لو کیونکہ قدیم اسپر قادر ہے اگرچہ اسکے متعلق حدیث ضعیف ہو
یہ اسکی دلیل ہے کہ حدیث ضعیف ہے نہ موضوع۔

فائدہ مہمہ۔ خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء قاضی
عیاض مین کہا کہ اذکار امام نووی مین ہے کہ فقہاء محدثین
کے نزدیک فضائل و ترغیب و ترہیب مین عمل بحدیث ضعیف
اگر وہ موضوع نہ ہو تو جائز و مستحب ہے لیکن احکام حلال
وحرام و معاملات مین بجز حدیث صحیح یا حسن کے عمل
جائز نہین مگر جب کسی چیز سے احتیاط کے متعلق ہو
چنانچہ جب حدیث ضعیف بعض بیعون یا نکاح کے
مکروہ ہونے کے متعلق وارد ہو تو اوس سے
احتراز مستحب ہے واجب نہین اور محمد بن
علان بکری نے شرح اذکار مین کہا کہ زرکشی نے کہا

نقل المص فی الجزء الذی جمعه فی اباحة القیام
الاتفاق فقال اجمع اهل الحدیث وغیرهم
علی العمل فی الفضائل ونحوها مما لیس فیه حکم
ولا شیٔ من العقائد وصفات الله تعالی بالحدیث
الضعیف فی فضائل الاعمال انتهی وذکر فی شرح
المهذب انه یعمل بالضعیف اذا روی من طرق
مفرداتها ضعیفة فانها تقوی بعضها بعضا او
یصیر حسنا ویحتج به وجوز العمل بالضعیف مع
شاهد المقوی دون الموضوع مع الشاهد
لان للضعیف اصل فی السنة وهو غیر مقطوع
بکذبه ولا اصل للموضوع فشاهده کالبناء
علی الماء انتهی والضعیف هو ما لم یجتمع فیه
شروط الصحیح والحسن وتتفاوت درجاته فی
الضعیف بحسب بعده من شروط الصحیح والحسن
ویجوز عند العلماء التساهل فی اسانید الضعیف
وروایته والعمل به دون الموضوع من غیر
ضعفه فی المواعظ والقصص وفضائل الاعمال
وسائر فنون الترغیب الترهیب لا فی صفات
الله تعالی واحکام الحلال والحرام وسائر مسائل

کہ مصنف نے اوس جزو مین جسکو اوسنے اباحتِ قیام
اتفاق مین جمع کیا نقل کیا ہے کہ اہل حدیث اس امر پر
متفق ہین کہ فضائل وغیرہ مین حدیث ضعیف پر عمل اوسوقت
درست ہے کہ جب وہ متعلق باحکام وعقائد وصفات آلہی نہون
انتہے اور شرح مہذب مین ہی کہ حدیث ضعیف پر اوسوقت
عمل کیا جائیگا جب وہ کئی طریقون سی مروی ہوا اور اوسکے
مفردات ضعیف ہون کیونکہ وہ بعض بعض کو قوی کردیتے ہین
تو حدیث حسن ہوجاتی ہے اور اوس سی حجت لائی جاسکتی ہی
اور حدیث ضعیف پر عمل جائز کیا شاہد قوی کے ہونے نہ کہ حدیث
موضوع پر باوجود شاہد کیونکہ احادیث مین ضعیف کی تو ایک
اصلیت ہی اور کذب شاہد ہے اسکی اصلیت نہین جاسکتی
اور حدیث موضوع کی اصلیت ہی نہین اوسکا شاہد مانند
النقش بر آب ہے انتہے اور ضعیف وہ ہی جسمین شروط صحیح وحسن جمع
نہ ہون جسقدر درجات اوسکے ضعف مین مختلف ہونگے اوسی قدر
شروط صحیح سے اوسکا بعد ہوگا اور علماء کے نزدیک اسانید ضعیف
اور اوسکی روایت وعمل مین تساہل جائز ہے نہ کہ موضوع مین
بلا اوسکے ضعف کے نصیحتون اور قصون اور فضائل اعمال
وباقی فنون ترغیب وترہیب مین نہ اللہ تعالے کے
صفات وحلال وحرام کے احکام وباقی مسائل متعلقہ

تعلق بالعقائد والاحکام انتھی وفی منھج الوصول
الی الاحادیث الرسول فی الخلاصة وغیرھا
ان عند العلماء والمحدثین التساھل فی اسانید
الضعیف جائز لا فی الموضوع بدون بیان ضعفه
فی المواعیظ والقصص وفضائل الاعمال لا فی
صفات ذی الجلال واحکام الحرام والحلال
انتھی قلت ھذہ لزیادة الاھتمام بشان الصفات
والاحکام قال ابن الصلاح وممن یرخص فی
روایة الضعیف فیما ذکرناہ یعنی الترغیب
والترھیب انتھی وقال علی بن مبارک شاہ
والذی اظنه صوابا ان الاحکام الخمسة لا یثبت
شئ منھا الا بالحدیث الصحیح او الحسن ویجوز
روایة الضعیف فی فضل ما ثبت منھما صرح
بذلک ابن الصلاح وایضا نقل ابن الصلاح
عن حافظ ابن مندہ عن محمد ابن سعد ان
العمل بحدیث الموضوع غیر جائز وبحدیث
الضعیف فی الاحکام ایضا جائز ان کان للاحتیاط
فی شئ وقال من مذھب النسائی تخریج الحدیث
عن الذی ترکه لیس مجمع علیه وفی الخلاصة

عقائد واحکام مین انتھی اور منھج الوصول الی احادیث
الرسول مین ہے کہ خلاصہ وغیرہ مین ہے کہ علماء محدثین
کے نزدیک حدیث ضعیف سے سند لینے مین تساہل جائز ہے
نہ موضوع مین بلا اوسکے بیان ضعف کے مواعیظ وقصص
وفضائل اعمال مین نہ کہ صفات حق اور حرام وحلال کے
احکام مین انتھی۔ میرے نزدیک یہ اسلیے ہے کہ شان صفات
واحکام کے لیے زیادہ اہتمام درکار ہے ابن صلاح نے کہا
کہ اور جنمین روایت ضعیف کی اجازت دیجاتی وہ ترغیب
وترہیب ہے انتھی۔ اور علی بن مبارک شاہ نے کہا کہ میرے
نزدیک صواب یہ ہے کہ احکام پنجگانہ مین کوئی چیز بجز
حدیث حسن یا صحیح کے ثابت نہین ہوسکتی اور روایت
ضعیف اون فضائل مین جو اون سے ثابت ہین
جائز ہے اسکی تصریح ابن صلاح نے کی نیز ابن
صلاح نے حافظ ابن مندہ سے اونہون نے
محمد بن سعد سے نقل کیا کہ عمل بحدیث موضوع
جائز نہین اور بحدیث ضعیف احکام مین جائز ہے
اگر کسی چیز مین احتیاط کے لیے ہو اور کہا کہ
تخریج حدیث اوس چیز سے جس کا ترک متفق
علیہ نہین مذہب نسائی ہے اور خلاصہ

وابوداؤد ایضاً اخذ بماخذ النسائی ویخرج الضعیف
لما لم یجد فی ذلک الباب غیر ذلک الحدیث
لان الضعیف عنده اقوی من رای الرجال
وفی تدریب الراوی یعمل بالضعیف فی الاحکام
اذا کان فیہ احتیاط واللہ اعلم وقال الحافظ
ابن سید الناس فی السیرۃ روی ان عبد اللہ
ابن عبد المطلب وآمنۃ بنت وھب ابوی
النبی صلعم اسلما وان اللہ احیاھما لہ فآمنا بہ
وروی ذلک ایضاً فی حق جدہ عبد المطلب
ثم قال وھو مخالف لما اخرجہ احمد عن ابی
رزین العقیلی قال قلت یا رسول اللہ این
امی فقال امک فی النار قلت فاین من مضی
من اھلک قال اما ترضی ان تکون امک
مع امی - قلت ھذا ایضاً غیر مضر لنا لما یرجی بہ
لفظ ترضی وعلی العاقل لا یخفی ثم قال فی السیرۃ
وذکر بعض اھل العلم فی الجمع ما حاصلہ ان من
الجائز ان تکون ھذہ الدرجۃ حصلت لہ
علیہ السلام بعد ان لم تکن وان یکون الاحیاء
والایمان متاخراً عن ذلک فلا معارضۃ

و ابوداؤد مین بہی ماخذ نسائی سے اخذ کیا ہے اور
تخریج حدیث ضعیف کی جائیگی جبکہ اوس باب مین
بجز اوس کے کوئی اور حدیث نہ ہو اسلیے کہ ضعیف
اونکے نزدیک آدمیون کی رائے سے بہتر ہے اور
تدریب الراوی مین ہے کہ احکام مین حدیث ضعیف پر
عمل کیا جائیگا جب اوسمین احتیاط ہو واللہ اعلم -
حافظ ابن سید الناس نے سیرت مین کہا کہ عبد اللہ بن
عبد المطلب و آمنہ بنت وہب آنحضرت صلعم کے والدین اسلام
لائے اور اللہ نے اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ ایمان لائے اور
ایسا ہی آپکے دادا عبد المطلب کے حق مین بہی مروی ہے پہر کہا
کہ وہ اوس حدیث کے مخالف ہے جسکو احمد نے ابی رزین
عقیلی سے روایت کیا کہ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ میری مان
کہان ہے فرمایا کہ دوزخ مین مین نے کہا کہ اور آپکے اگلے بزرگ
فرمایا کہ کیا تم اپنی مان کے میری مان کے ساتھ ہونے پر راضی نہین
مین کہتا ہون کہ یہ بہی ہمارے مضر نہین جیسا لفظ ترضی
سے امید کیجاتی ہے جو عقلمند پر مخفی نہین پہر سیرۃ مین کہا کہ
بعض اہل علم نے جمع مین ذکر کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہرا
یہ درجہ بعد کو آنحضرت صلعم کو حاصل ہوا ہو پہلے نہ ہو
اور احیاء و ایمان اس سے متاخر ہو تو کوئی معارضہ نہین

انتهى ملخصاً وسئل القاضي ابوبكر ابن العربي
احد الائمة المالكية عن رجل قال ان ابا
النبي صلعم في النار فاجاب بانه ملعون لان الله
تعالى يقول ان الذين يوذون الله ورسوله
لعنهم الله في الدنيا والآخرة قال ولا اذى اعظم
من ان يقال عن ابيه انه في النار وقال السهيلي
في روض الانف وليس لنا ان نقول ذلك في
ابويه صلعم لقوله لا توذوا الاحياء بسبب الاموات
والله تعالى يقول ان الذين يوذون اه وقد امرنا
ان نمسك اللسان اذا ذكروا اصحابه بشئ يرجع
ذلك الى العيب والنقص فيهم فالاولى ان نمسك
ونكف عن ابويه واذا تقرر هذا فحق المسلم ان
يمسك لسانه عما يخل بشرف نسبه بوجه من
الوجوه ولا خفاء في ان اثبات الشرك في ابويه
اخلال ظاهر لشرف نسبه الطاهر وقال الشيخ
عبد الوهاب الشعراني المصري في كتابه اليواقيت
والجواهر في عقائد الاكابر اعلم انه ينبغي لكل
مومن بر اجداده وآبائه المسلمين وعز آبائه
من اكابر الاولياء من آدم الى ابيه الاقرب انتهى

انتہے ملخصاً - قاضی ابوبکر ابن العربی سے جو ائمہ مالکیہ سے تھے
ایک مرد کی نسبت سوال کیا گیا جو یہ کہتا تھا کہ والدین
نبی صلعم دوزخ مین ہین تو جواب دیا کہ وہ ملعون ہی کیونکہ اللہ تعالی
فرماتا ہی کہ جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتی ہین اونپر
اللہ نے دنیا و آخرت مین لعنت کی اور اس سے بڑھکر کوئی
اذیت نہین ہوسکتی کہ اونکے والد کو دوزخی کہا جاے امام سہیلی نے
روض الانف مین کہا کہ آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق
ہمکو یہ کہنا جائز نہین کیونکہ آپنے فرمایا ہی کہ زندونکو بسبب مردون کے
اذیت نہ دو اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کو
اذیت دیتی ہین الخ بلکہ جب آپکے صحابہ کا ذکر اسطرح کیا جاے جس سے
عیب و نقص لازم آتا ہو تو ہمکو اپنی زبان روکنے کا حکم دیا گیا ہی لہذا
بہتر یہ ہی کہ ہم آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق بھی اپنی زبان بند
رکھین لہذا ہر مسلمان کو اپنی زبان ایسی باتون سے جس سے آپکے شرف
نسب مین کسی طرح کا بھی خلل پڑے روکنا چاہیے اور اسمین شک نہین
آنحضرت صلعم کے والدین کا شرک ثابت کرنا آپکی شرف نسب مین
خلل اندازی ہی شیخ عبد الوہاب شعرانی مصری نے اپنی کتاب
یواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر مین لکھا کہ ہر مسلمان کو
آنحضرت صلعم کے اجداد و آبا مسلمین و اکابر اولیاء
حضرت آدم سے آپکے والد تک کی عزت ملحوظ رکھنا چاہیے انتہی

واما وجوب الكف عن الخوض في حكم ابوي النبي
في الآخرة فللشيخ جلال الدين السيوطي في هذه
المسئلة ست مولفات وقد طالعتها كلها وانتهائها
ترجع الى ان الادب مع رسول الله صلعم واجب
وان من اذاه فقد اذى الله تعالى وقال الله
تعالى ان الذين يوذون الله ورسوله لعنهم الله
في الدنيا والآخرة ولهم عذاب عظيم وفي القرآن
العظيم وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا ومن
طالع فيما نقله اهل السير من كلام عبد المطلب
لما اراد نحر عبد الله في قصة حفره بير زمزم شهد له
بالتوحيد وصاحب التوحيد سعيد باي وجه كان
توحيده قال الجلال السيوطي وقد ورد في الحديث
ان الله احيا ابويه صلعم حتى امنا به وعلى ذلك
جماعة من الحفاظ منهم الخطيب البغدادي وابو القاسم
ابن عساكر وابو حفص ابن شاهين السهيلي و
القرطبي ومحب الطبري وابن المنير وابن سيد الناس
والصفدي وابن ناصر الدين الدمشقي وغيرهم
رضي الله عنهم اجمعين قال المحب الطبري والله
تعالى قادر على ان يحيي ابويه صلعم حتى يومنا به

اور آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق جو کچھ آخرت مین ہوگا
اوسمین غور وفکر نہ کرنیکی بابت شیخ جلال الدین سیوطی کی چھہ تالیفات
ہین مین نے سب کا مطالعہ کیا ہی جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہی کہ آنحضرت
صلعم کے ساتھ ادب واجب ہی اور جس نے آنحضرت کو ایذا
دی اوس نے اللہ کو اذیت دی اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جو لوگ
اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہین اللہ اونپر دنیا و آخرت مین لعنت کرتا ہے
اور اونکے لیے بڑا عذاب ہی۔ اور قرآن عظیم مین ہے کہ ہم اون
لوگون پر عذاب نہین کرتے جبتک رسول نہین بھیج لیتے
اور جس نے اہل سیر کا وہ کلام جو اونہون نے عبد المطلب سے
دربارہ ارادہ ذبح عبد اللہ اور چاہ زمزم کھودنے کے نقل کیا ہے
دیکھا ہے اونکی بابت وہ توحید کی شہادت دیگا اور
صاحب توحید ہر حال مین سعید ہی جلال الدین سیوطی نے
کہا کہ حدیث مین ہی کہ اللہ نے آپکے والدین کو زندہ کیا ہے
اور وہ آپ پر ایمان لائے اور اسی پر ایک جماعت حفاظ ہے
جنمین خطیب بغدادی و ابو القاسم ابن عساکر و ابو حفص ابن
شاہین سہیلی و قرطبی و محب الدین طبری و ابن منیر و ابن
سید الناس و صفدی و ابن ناصر الدین دمشقی وغیرہم ہین
محب طبری نے کہا کہ اللہ تعالی اسپر قادر ہے کہ اوسنے
والدین آنحضرت صلعم کو زندہ کردیا ہو اور وہ با ایمان مرے ہون

ثم يموتا ويكون ذلك مما اكرم الله تعالى به سيد
الاولين والآخرين وقال القرطبي ليس احياءهما
وايمانهما به صلعم بممتنع لا عقلا ولا شرعا فقد ورد
في القرآن احياء قتيل بني اسرائيل حتى اخبر
بقاتله انتهى وكان ابوبكر ابن العربي المالكي الفقيه
المحدث يقول ما عندي احد اشد اذى لرسول
الله صلعم ممن يقول ان ابوي رسول الله صلعم
في النار وفي حديث مسلم لا تؤذوا الاحياء بسبب
الاموات فيحرم جزما ان يقال ان ابوي النبي صلعم
في النار انتهى قال الجلال السيوطي خاتمة حفاظ
مصر قد صرح جماعات كثيرة بان ابوي النبي صلعم
لم تبلغهما الدعوة والله يقول وما كنا معذبين
حتى نبعث رسولا وحكم من لم تبلغه الدعوة
انه يموت ناجيا ولا يعذب ويدخل الجنة قال
وهو مذهبنا لا اختلاف فيه بين المحققين
من ائمتنا الشافعية في الفقه والاشاعرة
في الاصول ونص على ذلك الامام الشافعي
وتبعه على ذلك الاصحاب قال الحافظ السيوطي
ومما توضح لك انهما لم تبلغهما الدعوة انهما

اور اسی بات سے اللہ نے آنحضرت صلعم کو بزرگی دی اور قرطبی نے
کہا کہ اونکا زندہ ہو کر آنحضرت صلعم پر ایمان لانا نہ عقلا ممنوع ہے
نہ شرعا کیونکہ قرآن مین قتیل بنی اسرائیل کا جسنے اپنے قاتل کو
بتایا زندہ ہونا وارد ہے انتہے ۔ اور فقیہ محدث ابوبکر ابن
عربی مالکی کہا کرتے تھے کہ میرے نزدیک رسول اللہ صلعم کو
اذیت دینے والا اوس سے بڑھکر کوئی نہین جو یہ کہے کہ
رسول اللہ صلعم کے والدین دوزخ مین ہین مسلم کی حدیث
مین ہے کہ زندون کو مُردون کی وجہ سے اذیت نہ دو
تو یہ کہنا قطعی حرام ہے کہ والدین آنحضرت صلعم دوزخ مین
ہین انتہے ۔ خاتمہ حفاظ مصر جلال الدین سیوطی نے کہا
کہ جماعات کثیرہ نے اس کی تصریح کی کہ آنحضرت صلعم
کے والدین کو دعوت نہین پہونچی اور اللہ فرماتا ہے
کہ ہم عذاب نہین کرتے جب تک رسول نہ بھیج لین
اور جس کو دعوت نہ پہونچی اوس کا حکم یہ ہے کہ وہ
ناجی غیر معذب وجنتی ہے یہی ہمارا مذہب ہے
اور اس مین درمیان محققین ائمہ فقہاء شافعیہ واشاعرہ
اختلاف نہین ہے اور اس پر امام شافعی دلیل لائے
اور اونکی متابعت اصحاب نے کی حافظ سیوطی نے کہا
کہ اون کو دعوت نہ پہونچنا اس امر سے بھی واضح ہوتا ہے

ماتا فی حداثة سن رسول الله صلعم وصحح العلائی
وغیره ان والد رسول الله صلعم عاش من العمر
ثمان عشرة سنة والدته ماتت فی حدود
العشرین ومثل هذا العمر لا یسع التفحص علی
المطلوب فی التوحید مع القول بان الله تعالی
لم یحییهما حتی آمنا به مع ان ذلك الزمان
الذی کانا فیه کان زمانا قد عم فیه الجهل والفترة
انتهی ونقل ابو جعفر ابن حبیب فی تاریخه عن
ابن عباس ان عدنان ومعد وربیعه بن
خزیمة واسد کانوا علی ملة ابراهیم فلا تذکروهم
الا بخیر وروی الزبیر بن بکار مرفوعا لا تسبوا مضر
ولا ربیعة فانهما کانا مسلمین قلت وهذا الاثر
شاهد عند ابن حبیب عن مرسل سعید بن
المسیب فافهم واغتنم ثم رایت فی رسالة الشیخ
عبد الحلیم عبارة تناسب هذا المقام فاحببت
ادخالها قال فحق المسلم واللائق بحاله ان تکون
له غیرة فی هذا النسب ان تمسك لسانه عما
یخل بشرف نسب نبینا بوجه من الوجوه ویحفظ
لسانه عن شئ یودی الی العیب والنقص فیه

کہ وہ رسول اللہ صلعم کی صغرسنی مین مرے اور اسکی
تصحیح علائی وغیرہ نے کی کہ رسول اللہ صلعم کے والد کی
اٹھارہ ۱۸ اور والدہ کی بیس ۲۰ برس کی عمر ہوئی اور ایسی عمر
تلاش مطلوب معاملہ توحید کے لیے کافی نہین اس قول کے
کہ اللہ تعالی نے اونکو زندہ نہین کیا اور وہ آپ پر
ایمان نہین لاے باوجود اسکے کہ وہ اوس زمانہ مین تھے
جس مین جہل و فترۃ عام تھی انتہے - اور ابو جعفر ابن
حبیب نے اپنی تاریخ مین ابن عباس سے نقل کیا
کہ عدنان و معد و ربیعہ بن خذیمہ و اسد ملت ابراہیم پر
تھے لہذا اونکو بخیر یاد کرنا چاہیے اور زبیر بن بکار نے
مرفوعا روایت کی کہ مضر و ربیعہ کو برا نہ کہو کیونکہ
وہ مسلمان تھے مین کہتا ہون کہ ابن حبیب کے
پاس اسی کے شاہد سعید بن المسیب کی بھی ایک
حدیث مرسل ہے پھر مین نے رسالہ شیخ عبد الحلیم مین
ایک عبارت مناسب مقام دیکھی لہذا لکھتا ہون
کہا ہے مسلمان کو اس نسب مین غیرت ہونا
چاہیے اور اپنی زبان ایسی بات سے جس سے
آنحضرت صلعم کے شرف نسب مین کسی طرح کا
خلل ہو یا منجر بنقص و عیب ہو روکنا چاہیے

لان مرتبته ارفع ولا خفاء في ان اثبات الشرك في
ابويه اخلال ظاهر بشرف نسبه الطاهر وقال
بعض المحققين انه لا ينبغي ذكر هذه المسئلة مع
مزيد الادب وليست من المسائل التي يضر جهلها
او يسئل عنها في القبر او في الموقف فحفظ اللسان
عن التكلم فيها الا بخير اولى واسلم ولنعم ما افاده
الشيخ الدهلوي في شرح العربي للمشكوة في باب
زيارة القبور عند حديث ابي هريرة قوله فلم يوذن
لي فقيل فيه نزل ما كان للنبي الآية هذا على
طريقة المتقدمين واما المتاخرون فقد اثبتوا
اسلام والديه بل جميع اٰبائه وامهاته الى اٰدم
ولهم في الاثبات ثلث طرق اما انهما كانا على دين ابراهيم
او انهما لم تبلغ لهما الدعوة لكونهما في زمان الفترة
وماتا قبل زمان نبوته صلعم او انهما احياهما الله
على يديه صلعم فاٰمنا به وحديث الاحياء وان كان
في حد ذاته ضعيفا لكنه صححه بعضهم لبلوغ درجة
الصحة لتعدد طرقه وهذا العلم كانه كان مستورا
عن المتقدمين فكشفه الله على المتاخرين والله يختص
برحمته من شاء بما شاء من فضله وقد صنف الشيخ

کیونکہ آپکا مرتبہ علی ہی اور یہ امر ظاہر ہی کہ آپکے والدین کو مشرک
کہنا آپکے شرف نسب طاہر مین بظاہر خلل ڈالنا ہی اور بعض محققین کے
نزدیک تو اس مسئلہ کا ذکر ہی بسبب مزید ادب بہتر نہین اور
نہ مسئلہ ہی ایسا ہی جسکا جہل مضر ہو یا قبر مین سوال کیا جاے
یا حشر مین باز پرس ہو تو اس مسئلہ مین بجز اچہائی کی کچہہ بولنا ہی
بہتر ہی شیخ دہلوی نی شرح عربی مشکوۃ باب زیارۃ القبور مین
حدیث ابی ہریرہ مین کیا خوب افادہ کیا ہے کہ قولہ
فلم یوذن لی کہا گیا کہ اسی مین آیۃ ما کان للنبی
اوتری یہ بر طریقہ متقدمین ہے لیکن متاخرین نے والدین
بلکہ کل آباء و امہات آنحضرت صلعم کا آدم تک اسلام
ثابت کیا ہے اور اثبات مین اون کے لیے تین
طریقے ہین ایا یہ کہ وہ دونون دین ابراہیمی پر تہے یا اونکو دعوت
نہین پونہچی کیونکہ وہ زمانہ فترت مین تہو اور آنحضرت صلعم کی
زمانہ نبوت سے قبل وفات پا چکے تہے یا اللہ نے اونکو
آنحضرت صلعم کی ہاتہ پر زندہ کیا اور وہ ایمان لاے اور حدیث
احیا اگرچہ ضعیف ہی لیکن بعض نے اوسکو صحیح مانا ہی کیونکہ
وہ بوجہ اپنی تعدد طرق کے درجہ صحت تک پونہچ گئی ہے
اور یہ علم گویا متقدمین سے پوشیدہ تہا جسکو اللہ نے متاخرین
پر کہولا اور اللہ جسکو جب چاہتا ہی اپنی فضل و رحمت سے خاص کرتا ہے

جلال الدین السیوطی فی هذا الباب رسائل وبیّنه
بدلائل کثیرة واجاب عن شبهة المخالفین ولو نقلناه
لطال الکلام فلینظر ثمه وبالغ فیه حتی انه لایکاد
ینقل مذهب المخالف صریحاً کراهة ان یجری علی
لسانه ذلک الا بطریق الحکایة جزاه الله خیراً انتهی
وفی حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار حکی ان بعض
الفضلاء مکث متفکراً لیلة فی ابویه صلعم واختلاف العلماء
فی حدیث احیاءهما وصحة ایمانهما به فمن مضعف ومن
مصحح وهل یمکن الجمع بین الاقاویل ام لا فاستهوته الفکرة
حتی مال السراج فلما کانت صبیحة تلک اللیلة اتاه رجل
من الجند یسأله ان یضیفه فتوجه الی بیته فمر فی
اثناء الطریق علی رجل خضری قد جلس بباب خزانة
تحت حانوت بها موازینه وباقی الات البیع فقام
هذا الرجل حتی اخذ بعنان دابة الشیخ وقال له شعراً

امنت ان ابا النبی وامه	احیاهما الحی القدیر الباری
حتی لقد شهدا له برسالة	صدق فذاک کرامة المختار
وبه الحدیث ومن یقول بضعفه	فهو الضعیف عن الحقیقة عاری

ثم قال خذها ایها الشیخ ولا تسهر ولا تتعب نفسک
متفکراً حتی عرق السراج ولکن امض الی المحل الذی انت

شیخ جلال الدین سیوطی نے اس باب میں کئی رسالے تصنیف کئے ہیں
اور انہیں بہت دلائل بیان کرکے مخالفین کے شبہہ کا جواب
دیا ہے جنکی نقل میں طوالت ہے اونہیں یہانتک لکھا ہے کہ مذہب
مخالفین بھی بوجہ اس کراہت کے کہ وہ زبان پر چکا یا جاری
ہوگا صریحاً نقل نہ کرنا چاہیے اللہ انکو جزائے خیر دے طحطاوی کے
حاشیہ در مختار میں ہے کہ بعض فضلاء کی حکایت ہے کہ ایک شب
والدین آنحضرت صلعم کے متعلق متفکر تھے کہ علماء نے انکی احیاء و صحیح
ایمان کے متعلق اختلاف کیا ہے تو کون مضعف ہے اور کون مصحح
اور جمع بین الاقوال کیسے ہو سکتی ہے اسی فکر میں سو رہے جب صبح
ہوئی تو ایک جندی انکے پاس آیا اور انہیں مدعو کیا و
انکے گھر چلے راستہ میں ایک خضری شخص پر گذرے جو گیہوں کے
ڈھیر پر بیٹھا تھا اور اسکے پاس آلات بیع و اوزان تھے اوسنے
کھڑے ہو کر شیخ کی سواری روک لی اور یہ شعر پڑھے کہ میرا ایمان
ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین کو خدا نے زندہ کیا اور انہوں نے
آنحضرت صلعم کی سچی رسالت کی شہادت دی پس آنحضرت
کی یہ کرامت ہے اور اسکے متعلق حدیث ہے جو اسکو ضعیف کہے
وہ خود ضعیف اور حقیقت سے عاری ہے پھر کہا یا شیخ اس کو
سمجھ لے اور راتوں کو نہ جاگ اور متفکر ہو کر اتنا بیخود ہو
کہ چراغ گل ہو جائے اور جہاں جا رہا تھا وہاں جا

قاصدا لتاكل منه لقمة حراما فبهت الشيخ لذلك
وطلب الرجل فلم يجده فاستخبر عنه جيرانه انه من
اهل السوق فلم يعرفه منهم احد واخبروا بانه لا عهد
لهم برجل يجلس بهذا المحل اصلا ثم ان الشيخ رجع الى
منزله ولم يمض الى دار الجنيد بما سمعه من مقالة هذا الاستاد انتهى

محاكمه - بالجملة هذه المسئلة ليست من الاعتقادات
ولا حظ للقلب فيها واما اللسان فحقها الامساك عما لا بد
منه النقصان خصوصا الى وهم العامة لانهم لا يقدرون
على دفعه ومداركه كذا في الطحطاوي قلت اني لم ادع
ايضا ان المسئلة اجماعية بل هي اختلافية غير اني اخترت
اقوال القائلين بالنجات لانها انسب بمقام المحبة وذا عين
الايمان والايقان ثبتني الله المنان والحمد لله القوي فقد
تبين الرشد من الغي والحمد لله رب العالمين وسلام
على المرسلين - اللهم تقبل هذه الرسالة من عبدك الكئيب
الملوم احقر افراد البشر **علي** المدعو **بالانور** ابن
مولاي ذي السلسلة الرفيعة العلية القلندرية
العلوية ابينا ومولانا شاه **علي اكبر** قلندر ابن
مولانا شاه **حيدر علي** قلندر واجعلها
خالصة لوجهك الكريم ومخلصة لاقبال حضرت النبي الرؤف الرحيم

اور لقمہ حرام کھاوے حیران ہو گئے اور اوسکو بلایا مگر وہ
نہ ملا تو اوسکے پڑوسی نے کہا کہ وہ بازاری ہے مگر اوسکو
کسی نے نہ پہچانا اور سبنے یہی کہا کہ کسی سے اوس سے
یہاں بیٹھنے کا قرار نہ تہا پہر شیخ اوسکی گفتگو سنکر اپنے گہر
واپس آئے اور جنید کے گہر نہیں گئے انتہی -

محاکمہ - بالجملہ یہ مسئلہ اعتقادیات سے نہیں ہے اور نہ قلب کو بہی
اسمین کوئی فائدہ ہے زبان کو ایسی باتون سے جس سے نقصان
پیدا ہو خصوصاً وہم عام کی طرف روکنا چاہیے کیونکہ عام لوگ
اوسکے دفع پر قادر نہیں جیسا کہ طحطاوی مین ہے مین کہتا ہون
کہ مین بہی یہ دعوی نہیں کرتا کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے بلکہ اختلافی ہے
سوا اسکے کہ مین نے قائلین نجات کے اقوال اختیار کیے جو مقام محبت کے
زائد مناسب ہے اور محبت عین ایمان و یقین ہے خدا مجکو اوسپر
ثابت رکہے اور خدا کا شکر ہے کہ رہنمائی گمراہی سے جدا ہو گئی
اور خدا پروردگار عالم کے لیے حمد اور رسولون کے لیے سلام ہے
الٰہی اس رسالہ کو بندہ غمگین رنجور احقر افراد بشر **علی انور**
ابن صاحب سلسلہ رفیعہ علیہ قلندریہ علویہ ابی و مولائی شاہ
علی اکبر قلندر ابن مولانا شاہ **حیدر علی** قلندر سے
خاص اپنی ذات کریم اور مخصوص اقبال حضرت نبی
رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبول فرما فقط

تمت

سوال[۱] - آیا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط کہ نورِ محمدی نورِ الٰہی سے پیدا ہے اور کُل چیزین نورِ محمدی سے موجود ہوئی ہین اور لفظِ کُل اور نور کی تشریح اور کیفیت پیدایشِ نور مطلوب ہے - نیز اگر لفظ بحق فلان نبی و ولی کہہ کر دعا مانگی تو جائز ہی کہ نہین

جواب سوالِ اول - یہ عقیدہ صحیح ہے علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ کے مقصدِ اول مین تحریر فرماتے ہین کہ عبدالرزاق نے بسندِ صحیح متصل جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ اونہون نے کہا قلت یا رسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شئ خلقه اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ یعنی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر میرے مان باپ قربان ہون مجھے بتائیے کہ سب چیزون سے پہلے اللہ نے کون چیز پیدا کی آپ نے فرمایا کہ اے جابر سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا - اور کُل سب کا پیدا ہونا نورِ نبوی سے ہے اسکو خود صاحب روضۃ الاحباب مقصدِ اول کتاب مین یون لکھتے ہین کہ پیش از شروع در ابواب این مقصد مقدمہ ذکر کردہ میشود[۲] در بیان ابتدای آفرینش و آنکہ اول مخلوق نور نبوت آنحضرت صلعم بود و سائر مکنونات ازان نور موجود اند انتہے - اور پھر اوسی مقدمہ مین ہے کہ در کیفیت[۳] نور محمدی روایات متنوعہ وارد شدہ وحاصل مجموع آنہا واللہ اعلم باین معنی راجع میشود کہ خداوند تعالیٰ بچندین ہزار سال پیش از آفرینش آسمان و زمین و عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملک و جن و انس و سائرِ مخلوقات نورِ نبوت آنحضرت را

---

[۱] یہ سوالات بطور استفتا مولوی وکیل احمد سکندرپوری نے بذریعہ مولوی حاجی فریدالدین خان صاحب محدث کاکوروی پرہبنی ریاست حیدرآباد دکن سے بہیجے تہے ۱۲ [۲] اس مقصد کے ابواب شروع کرنے سے پہلے ایک مقدمہ ذکر کیا جاتا ہی جو ابتدائے آفرینش کے بیان مین ہے نیز یہ کہ سب سے پہلے جو چیز پیدا ہوئی وہ نورِ نبوی صلعم تہا اور باقی سب چیزین اوس سے پیدا ہوئین ۱۲ [۳] کیفیت نورِ محمدی صلعم مین مختلف روایتین آئی ہین حاصل سب کا یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے آسمان و زمین و عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملک و جن و انس وغیرہ پیدا کرنے سے چند ہزار سال قبل نورِ نبوی صلعم پیدا کیا اور فضائے عالم قدس مین اوسے تربیت فرماتا رہا کبہی سجدہ کا حکم دیتا تہا اور کبہی تسبیح و تقدیس مین مشغول رکہتا تہا اور اوسکے ٹہراؤ کے لیے پردے بنائے اور ہر پردے مین مدت دراز تک اوسکو رکہا اور وہ نور ایک خاص تسبیح سے اوسکو یاد کرتا تہا پھر جب پردون سے باہر نکلا تو سانسین لینا شروع کین اون سے انبیا و اولیا و صدیقین و شہدا و مومنین و ملائکہ کی روحین پیدا کین اور اوسکی کئی قسمین کین اور اون سے عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و مواد و اصول و آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب و ستارے و دریا و ہوا و پہاڑ پیدا کیے اور آسمان و زمین کو پہیلایا اور اون مین سے ہر ایک کے سات طبقہ کیے اور ہر طبقہ کو بہت سی مخلوقات کا مسکن مقرر کیا اور رات دن کو ظاہر کیا ۱۲

آفریدہ و در فضای عالم قدس آن نور را تربیت میفرمود گاہے بسجودش امر میکرد و گاہے بہ تسبیح و تقدیس مشغول میداشت
و بجہت مستقر آن نور حجابہا خلق فرمود و در ہر حجابے مدتے مدید او را نگاہ میداشت و آن نور تسبیح خاص حضرت
حق را یاد میفرمود بعد ازان کہ ازان حجب بیرون آمد نفسہا بر آورد و ازان انفاس متبرکہ او ارواح انبیاء و اولیاء و صدیقان
و شہداء و سائر مومنان و ملائک بیافرید و آن را چند قسم ساخت و ازان اقسام عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ
و مولود و اصول و آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب و کواکب و بحار و ریاح و جبال موجود گردانید بعد ازان
آسمان و زمین را منبسط ساخت و ہر یکے را ازانہا ہفت طبقہ کرد و ہر طبقہ را بجہت مسکن جمعے از مخلوقات مقرر
فرمود و روز و شب را پدید آورد - اور جبکہ اصل تمام اشیا - نورِ محمدی ہے پس حامل جملہ کمالات بھی نورِ محمدی ہوگا
کیونکہ اشیا میں ذات و صفات و کمالات سب داخل ہیں سے تو اصلِ وجود آمدی از نخست + دگر ہرچہ
موجود شد فرع تست - اور اسی وجہ سے آنحضرت صلعم کو نبی الانبیاء و خاتم النبیین کہتے ہیں کہ نبوت جملہ انبیاء کی
نبوتِ محمد صلعم سے مستفاد ہے اور سلسلۂ نبوت آپکی ذات تک پہونچکر ختم ہو گیا شرف الدین بوصیری قصیدۂ
بردہ میں فرماتے ہیں سے وکلہم من رسول اللہ ملتمس + غرفا من البحر او رشفا من الدیم[۱]+
وکل آی اتی الرسل الکرام بہا + فانما اتصلت من نورہ بہم - اور کنہ نور محمدی اور خلق و ظہور اوسکا
نورِ الٰہی سے مجہول الکیفیت ہے کہ شرع شریف اوسکے بیان سے ساکت ہے اور عقلِ جزوی اوسکے ادراک سے عاجز اور
زیادہ غور کرنے سے سلسلہ اس بحث کا مسئلۂ وحدت وجود تک پہونچتا ہے لہذا اسیقدر پر اکتفا کیا گیا پس تعبیر اوسکی
سوا اسکے نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نورِ محمدی پھر نورِ محمدی سے تمام عالم پیدا کیا انتہے اور تفسیر حسینی میں
آیۂ کریمہ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین[۲] کی تفسیر میں لکھا ہے کہ بحر الحقائق میں ہے کہ حضرت کا
اسمِ مبارک نور اسلیے ہے کہ حق تعالے پہلی جو چیز عدم سے ظہور میں لایا وہ آپ ہی کا نور ہے کہ اول ما خلق اللہ نوری[۳]

---

[۱] اور سب رسول اللہ سے ملتمس ہیں خواہ دریا سے چلو بھر پانی ہو یا حوض کا پانی اور جس دلیل کو پیغمبران بزرگ لائے وہ آنحضرت صلعم ہی کے نور سے اونکو ملی ۱۲ [۲] البتہ تمہارے پاس اللہ سے نور و کتاب مبین آئی ۱۲ [۳] پہلی جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے ۱۲

پھر عالم کو اوس نور کے ظہور کے لیے موجود کیا ؎ انچہ اول شد پدید از جیبِ غیب ✤ بود نورِ جانِ او بے ہیچ ریب ۔۔ انتہٰی اور نور کے معنی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمۂ مشکوٰۃ شریف مین فرماتے ہین کہ[١] نور در عرفِ عام بمعنی روشنی است و نور در اسم اللہ تعالیٰ بمعنی منور ہست وے تعالیٰ روشن گردانندہ سمٰوات است بکواکب و سیارات و روشن گردانندہ زمین باولیا و انبیا و علما و مومنین و مومنات و بساتین و ریاحین و روشن گردانندہ دلہای مومنان و عارفان است بنورِ ایمان و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق نورٌ علیٰ نورٍ[٢] یھدی اللّٰہ لنورہٖ من یشاءُ و نزد خواص نور عبارت ہست از چیزے کہ ظاہر تر بر خود بود و ظاہر کنندہ غیرِ خود را و چون مقابلہ کردہ شود وجود را بالعدم پس وجود در ظہور باشد و عدم را خفاء ہیچ چیز تاریک تر از عدم و بیرون آرندہ باشد ماہیات را از ظلمتِ عدم سزاوار تر است از غیر خود کہ نامیدہ شود او را نور و وجودِ او نور یست کہ فائض است بجملہ اشیا و وجودِ ہمہ از نورِ ذات اوست انتہٰی بقدر الضرورت اور تحقیق معنی نور کے جو کچھ تفسیر آیۂ کریمہ اللّٰہ نور السمٰوات والارض[٣] مین کی گئی اوسکو حضرت امام غزالی نے اپنے رسالۂ مشکوٰۃ الانوار مین بالتفصیل بیان فرمایا ہے اوس کو دیکھنا چاہیے اور کل معنی سب کے ہے ۔

جواب سوالِ دوم ۔ دعا کرنا اس عبارت سے جائز ہے ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین کہ مین کہتا ہون کہ یہی آیا ہے کہ اللّٰھم انی اسئالک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک[٤] پس حق سے مراد حرمت ہے یا وہ حق جسکا وعدہ حق تعالے نے بمقتضاے اپنی رحمت کے فرمایا ہے انتہٰی طحطاوی لکھتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام کا حق خالق تعالے پر وجوباً ثابت نہیں تفضلاً و کرماً ثابت ہے

---

[١] نور عام طور پر روشنی کے معنی مین ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام نور بمعنی منور ہے اللہ تعالیٰ ہی آسمانون کو ستارون اور سیارون سے اور زمین کو انبیاء و اولیا و علما و مومنین و مومنات سے اور مومنین و عارفین کے دلون کو نور ایمان و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق سے منور کرنیوالا ہے اور خواص کے نزدیک نور اوس چیز سے عبارت ہے جو اپنے اوپر زیادہ ظاہر اور اپنے غیر کو ظاہر کرنیوالی ہو اور جب وجود کا عدم سے مقابلہ کیا جاے تو وجود کا ظہور ہوگا اور عدم کا خفا اور جو چیز عدم سے زیادہ تاریک اور ماہیات کو ظلمتِ عدم سے باہر لانیوالی ہو وہ نسبت اپنی غیر کی نور کے نام سے موسوم ہونیکی زیادہ لائق ہے اور اوسکا وجود وہ نور ہے جو کل اشیا پر فائض ہے اور سب کا وجود اوسکے نورِ ذات سے ہے انتہٰی بقدر ضرورت ۱۲ [٢] نور ہے نور پر اور اللہ اپنے نور کی طرف جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ۱۲ [٣] اللہ آسمان و زمین کا نور ہے ۱۲ [٤] یا اللہ مین تجھ سے سوال کرتا ہون بحق سائلین تجھ پر اور بطفیل اپنے قدمون کے تیری طرف

یہانتک کہ ازراہِ کرم حق سائلین بہی ثابت ہے چنانچہ حصن حصین مین حدیث ثابت ہے[٥١] اللھم انی اسئالك بحق السائلین علیك اور اگر حق حرمت اور عظمت و وجاہت مراد لیجیے ابطریقِ وسیلہ درست ہے[٥٢] قال اللہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ انتہے اور بحق نبی دعا مین بمعنی وسیلہ کے کہنا تعلیم آنحضرت صلعم سے بہی ثابت ہے حیث علم[٥٣] اللھم انی اسئالك واتوجہ الیك بنبیك محمد نبی الرحمۃ انتہے اور دعا کرنا حضرت آدم علیہ السلام کا واسطے قبول توبہ کے باین عبارت کہ اسئالك بحق محمد لاغفرت لی خود کتب تفسیر و حدیث مین موجود ہے پس اس سے بہی حق تفضلی مراد ہے نہ حق ایجابی اور اسی قبیل سے ہے جو اللہ تعالے نے جابجا قرآن مجید مین فرمایا ہے[٥٤] وکان حقاً علینا نصر المؤمنین وکتب ربکم علیٰ نفسہ الرحمۃ وکان علیٰ ربك حتماً مقضیاً وغیرہا من الآیات۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز تفسیر فتح العزیز مین تحریر فرماتے ہین کہ در کتب[٥٥] فقہ مذکور است کہ دعا کردن بحقِ کسے مکروہ است زیرا کہ کسے را بر خدا حقے نمی باشد و تفصیلِ مقام آنست نزدِ معتزلہ کہ افعالِ عباد را مخلوق عباد میدانند جزاے آن افعال حقِ حقیقی بندگان است و بر مذہبِ اہلِ سنت وجماعت افعال عباد مخلوق خدا اند پس عباد را بسبب آن افعال حقے ثابت نیست حقیقتاً بلکہ وعداً وجعلاً چنانچہ در حدیث صحیح آمدہ است کہ من آمن باللہ ورسولہ واقام الصلوۃ وصام رمضان کان حقاً علی اللہ از ید خلہ

---

٥١ یا اللہ مین تجہسے سوال کرتا ہون بحق سائلین جو تجہپر ہے ١٢ ٥٢ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اور پکڑو تم اوسکی طرف وسیلہ ١٢ ٥٣ جیسا کہ سکہلایا اے اللہ مین تجہسے سوال کرتا ہون اور تیری طرف بذریعہ تیرے نبی محمدؐ نبی الرحمۃ کے متوجہ ہوتا ہون ١٢ ٥٤ اور تہا حق ہمپر ایمان والون کو مدد دینا ١٢ - اور تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت کو فرض کیا ١٢ - اور تہا تیرے رب پر عہد پورا ہونے والا ١٢ ٥٥ کتب فقہ مین مذکور ہے کہ کسی کے حق سے دعا مانگنا مکروہ ہے اس لیے کہ کسی کا خدا پر حق نہین تفصیل مقام یہ ہے کہ معتزلہ کے نزدیک جو بندون کے افعال کو بندون کا مخلوق جانتے ہین اون افعال کی جزا بندون کا حقیقی حق ہے اور بر مذہب اہل سنت وجماعت بندون کے افعال خدا کے مخلوق ہین پس حقیقتاً بندون کا اون افعال سے کوئی حق ثابت نہین بلکہ بطور وعدہ چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ جو اللہ پر ایمان لایا اور اوس کے رسول پر اور نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکہے

الجنۃ ھاجر فی سبیل اللہ أو جلس فی ارضہ التی ولد فیھا۔ ونیز در حدیثِ صحیح از حضرت معاذ بن جبل آمدہ ھل تدری ما حق العباد علی اللہ الخ۔ پس انچہ در روایت توبہ حضرت آدم علیہ السلام آمدہ است محمول بر ہمان حق جعلی وتفضلی است وانچہ در کتب فقہ ممنوع است حق حقیقی است واز بسکہ در سابق مذہب معتزلہ رواج بسیار میداشت واستعمال این لفظ موہم مذہب ایشان میشد فقہا مطلقاً از استعمال این لفظ منع نمودہ تا خیال کسے بآن مذہب نرود این است انچہ درین مقام موافق قرارداد علماے ظاہر است واہلِ تحقیق چنین گفتہ اند کہ ہر یک از اکمل بنی آدم را باعتبار صورت کمالیہ او اسمی است از اسماے الٰہی کہ تربیتِ او میفرماید پس سوال بحق کاملے از کاملان اشارہ بآن اسم است اگر شخصے در وقت استعمالِ این لفظ ملاحظہ این معنی نماید قطعاً ملام ومعاتب نیست انتہیٰ واللہ اعلم بالصواب فقط

۵ تو اللہ پر حق ہو گا کہ وہ اوس کو جنت مین داخل کرے فی سبیل اللہ ہجرت کی یا وہین مقیم رہا جہان پیدا ہوا۔ نیز حدیثِ صحیح مین حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ کیا جانتے ہو کہ بندون کا حق اللہ پر کیا ہے پس روایت توبہ حضرت آدم علیہ السلام مین جو کچھ آیا ہے وہ اوسی حق جعلی وتفضلی پر محمول ہے اور کتب فقہ مین جو ممنوع ہے وہ حق حقیقی ہے چونکہ پہلے زمانہ مین مذہبِ معتزلہ بہت رائج تہا اور اس لفظ کا استعمال اونکے مذہب کا وہم دلاتا تہا تو فقہانے اس لفظ کے مطلقاً استعمال کو منع کر دیا تا کہ کسی کا خیال اوس مذہب کی طرف نہ جاے یہ ہے جو یہان پر موافق قرارداد علماے ظاہر کے ہے اور اہلِ تحقیق نے ایسا کہا ہے کہ ہر ایک اکمل بنی آدم کا باعتبار اپنی صورت کمالیہ کے اسماے الٰہی سے ایک اسم ہے جو اوس کی تربیت فرماتا ہے پس کاملین مین سے کسی کامل کے حق سے سوال کرنا اشارہ اوس اسم سے ہے اگر کوئی شخص اس لفظ کے استعمال کے وقت اس معنی کا لحاظ کرے تو ہرگز قابلِ ملامت وعتاب نہین ہے ۱۲ فقط

تمت بالخیر

صحت نامہ رسالہ الدرالیتیم فی ایمان آباء نبی الکریم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۲م	العزہ	العزۃ
//	۳م	نزہم	نزھھم
۲۵	۳م	مضافٌ	مضافاً
//	۱۷ت	ی کے	ہی کے
//	۱۸ت	ون کے	اون کے
۲۸	۱۰ت	جالی ہے	جاتی ہے
۳۵	۱۸م	اسلاہما	احدہما
//	۱۵ت	اسے	استنثے
۳۷	۱۹م	فخبطوا	فخبطواو
//	۱۹ت	جبط	خبط
۴۳	۱۷م	جومنعوا	ومنعوا
۴۷	۱۳م	من یبلغہ	من لم یبلغہ
//	۱۵م	انہ	انہم
//	۲ت	کلام	کلام مبین

اشتہار

تالیفات حضرت مؤلف کتاب ہٰذا

تحریر الانور فی تفسیر القلندر - فارسی - مطبوعہ ریاستِ رامپور ...... قیمت ۴ر

الفیض التقی فی حل مشکلات ابن العربی - فارسی - مطبوعہ ریاستِ رامپور - قیمت ۸ر

کشف الدقائق عن رموز الحقائق - فارسی مع ترجمہ - مطبوعہ ریاستِ رامپور - قیمت ۸ر

فاتح الابصار - فارسی مع ترجمہ - مطبوعہ ریاستِ رامپور ... قیمت ۴ر

زواہر الافکار شرح جواہر الاسرار - فارسی مترجم - مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ ... قیمت ۱۰ر

القول الموجہ فی تحقیق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ - فارسی - مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ قیمت عہ ر

انتصاح عن ذکر اہل الصلاح - فارسی - مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ ..... قیمت عہ

الدرۃ البیضا فی تحقیق صداق فاطمۃ الزہرا - اردو - مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ - قیمت ۸عہ

احسن الافادۃ للارباب الارادہ معروف برسالہ بیعتِ وجہ بازوج - اردو - مطبوعہ گلشن ابراہیمی قیمت ۲ر

المشتہر

قاضی محمد انتظام علی خان - محلہ قاضی گڈھی کاکوری ضلع لکھنؤ